إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (القرآن)

سہ ماہی مجلّہ
کتاب وسنّت کا ترجمان علمی دعوتی واصلاحی

المکرم

15 14

رجب تا ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ
جولائی تا دسمبر 2012ء

بیاد
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ
مولانا حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

سرپرست
چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ
مہتمم جامعہ ھذا

نگران اعلیٰ
حافظ اسعد محمود سلفی

مدیر
محمد عظیم حاصلپوری

معاون
مجیب الرحمٰن سیاف

مجلس ادارت
الشیخ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ
پروفیسر حافظ ارشد حفظہ اللہ
حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ
غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ
الشیخ عبدالوحید ساجد حفظہ اللہ
ضیاء اللہ کھوکھر حفظہ اللہ
اساتذہ جامعہ ھذا
طلبا جامعہ ھذا
انتظامیہ جامعہ ھذا

فہرس

درس قرآن	شیخ عبدالوحید ساجد	۲
درس حدیث	محمد مالک بھنڈر	۴
اَحکام ومسائل	ابوعبدالرحمٰن شاکر	۶
عصر حاضر میں خلافت کا قیام ②	شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ	۱۲
حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ کا خطبہ جمعہ	مجیب الرحمٰن سیاف	۱۹
دفاعِ حرمتِ رسول ﷺ اور سزائے....	ابویاسر عبداللہ بن بشیر	۲۲
میرا عالم باعمل باپ رخصت ہوا..!	قاری عنائت اللہ ربانی	۳۰
شیخ الاسلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر شہید رحمہ اللہ	حکیم مدثر محمد خان	۳۵
اک جواں ہمت مبلغِ اسلام	حافظ ریاض احمد عاقب	۴۶
یہ اس قدر کیوں رو رہا ہے؟	محمد عثمان فاروقی	۵۴
عصر حاضر کا متکلم اسلام	حافظ ریاض احمد اثری	۵۷
مرسل روایت کی حجیت اور حنفی اضطراب	الطاف الرحمٰن الجوہر	۶۴
حضور ﷺ کے معالجات	محمد عثمان مدنی	۶۹
ایڈیٹر کی ڈاک	قارئین مجلّہ	۷۴

مجلّہ المکرم کو انٹرنیٹ پر آن لائن پڑھنے کے لیے
www.almukarram.webs.com
Email: mukarram.grw@gmail.com
Facebook:mukarram gujranwala

خط وکتابت
جامعہ اسلامیہ سلفیہ
(مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
0301-6131916/055-3846592
Hasalpuri@gmail.com

زرتعاون ——— 20 روپے

سرکولیشن منیجر
حافظ عبدالقدیر
0308-6522441

www.Asslafia.com

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج فرض ہے

شیخ عبدالوحید ساجد

﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾.

[الحج:۲۷]

''اور لوگوں میں حج کیلئے منادی کر دو کہ تمہاری طرف پیدل اور دُبلے پتلے اونٹوں پر جو دُور (دراز) رستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہو کر) چلے آئیں۔''

بیت اللہ کا حج ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾[آل عمران] ''اور اللہ کے لیے اس کے گھر کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس کی طرف راہ چلنے کی طاقت رکھے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ہمیں ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض قرار دیا ہے لہٰذا حج کیا کرو ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ خاموش رہے حتی کہ اس نے تین بار یہی گزارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ ہر سال ہی فرض ہو جاتا اور تمھیں اس کی استطاعت نہ ہوتی۔[مسلم، کتاب الحج]

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن بھی ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اس بات کی گواہی دینا کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔[صحیح البخاری، کتاب الایمان]

اگر کوئی استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو یہ کفر ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ مَنْ كَفَرَ

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ [آل عمران:۹۷] اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بہت بے پرواہ ہے۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے بندو! اگر تمھارے اگلے اور پچھلے سب انسان اور سب جنات تم سب میں سے اس ایک آدمی کے دل جیسے ہو جائیں جو سب سے زیادہ متقی ہے تو بھی میری سلطنت میں اس سے کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اے میرے بندو! اگر تمھارے اگلے اور پچھلے سب انسان اور سب جن اس ایک آدمی جیسے ہو جائیں جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو اس سے بھی میری سلطنت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ [مسلم، باب تحریم الظلم] عمرہ گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ» البخاری، الحج ((۱۷۷۳)

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔ حج مبرور (جس میں کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ ہو) کا بدلہ جنت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ»

''حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔'' السلسلة الصحيحة (۱۱۸۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ»

''پے در پے حج وعمرہ کرتے رہو بلاشبہ حج وعمرہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

الترمذی، الحج (۸۱۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیہ وسلم

فرمانِ نبوی

محمد مالک بھنڈر

جنت کا راستہ آسان کر دینے والا عمل

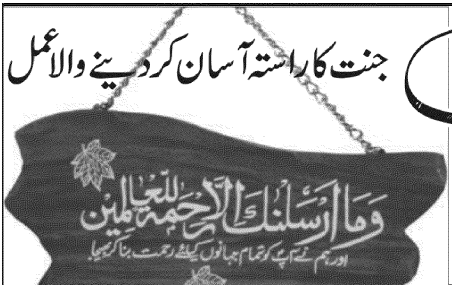

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ رَجُلٍ يَسْلُكُ طَرِيْقًايَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًاالَّا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًاالَى الْجَنَّةِ وَمَنْ اَبْطَأَبِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ))مسلم (٢٦٩٩)،ابوداؤد (٣٦٤٣)

''ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے کسی راہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے ،اور جسے اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔''

علم کا اطلاق درحقیقت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور ان کے متعلقات پر ہوتا ہے ان کے علاوہ جو دیگر علوم ہیں وہ دراصل فن اور کسب کے ہنر ہیں کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے کہ: العلم ماقال الله وقال رسوله وقال الصحابة هم اولو العرفان ۔علم یہ ہے کہ اللہ نے اللہ کے رسول ﷺ نے کہا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہی علم وعرفان والے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور صاحب علم کے لیے آسمانوں میں بسنے والے ،زمین میں رہنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں:

((وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ))

''اور بلاشبہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے کہ چودھویں کے چاند کی سب ستاروں پر ہوتی ہے۔بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کوئی درھم ودینار نہیں چھوڑے

ہیں انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے جس نے اسے حاصل کرلیا اس نے بڑا وافر حصہ پایا۔'' سنن ابوداؤد، العلم، بابالحث علی طلب العلم(۳٦٤١)

مومن کو اس کے جس عمل یا جن نیکیوں کا مرنے کے بعد ثواب پہنچتا ہے اس میں ایک تو علم ہے جس کو اس نے سیکھا اور رواج دیا تھا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں۔

صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ	صدقہ جاریہ
أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ	ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں
أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ	نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے

مسلم (١٦٣١) ابوداؤد، الوصایا، باب ما جاء فی الصدقة عن المیت (٢٨٨٠)

علم اور اہل علم کی فضیلت بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور ان گنت نعمتوں میں سے علم ایک عظیم الشان نعمت ہے علم ہی کی بدولت دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔ دنیا کی قیادت اور آخرت کی سعادت علم پر ہی موقوف ہے۔ دنیا میں جتنے بھی نامور ہوئے ہیں وہ اپنے علم و عمل ہی کی بدولت اپنے ہم عصروں پر فوقیت کے حق دار ٹھہرے ہیں۔ علم وہ نور ہے جس سے جہالت کی گمراہیاں دور ہوتی ہیں انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہچان کر ادائیگی کے قابل ہوتا ہے۔ دینی مدارس میں تعلیمی سال کا آغاز شوال سے ہوتا ہے اپنے ہونہار بچے اور جگر کے ٹکڑے دینی مدارس میں خاص کر جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم میں داخل کرائیں جہاں علوم اسلامیہ، حفظ القرآن اور تجوید کا بہترین نظام ہے۔ تاکہ وہ عالم دین بن کر اپنی اور اپنے والدین کی سعادت دارین کا سبب بن جائیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

میرا شعر

یاد ہے مجھ کو اب بھی اپنی ان پڑھ ماں کا وہ جملہ
کہ بیٹا علم کی دولت مجھے میری سانسوں سے پیاری ہے

عبداللہ نعیم (صادق آباد)

سوال: تشہد میں انگلی کو حرکت دینے کے بارے میں وضاحت کریں اور یہ بھی بتلائیں کہ تشہد میں انگلی کو حرکت کس وقت دینی چاہئے اور کب تک؟

جواب: ایک سوال کے جواب میں شیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ: تشہد میں سبابہ انگلی کو حرکت دینا ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تشہد میں) اپنی انگلی کو اٹھایا پھر اس کو حرکت دیتے رہے اور دعا کرتے رہے''۔صحیح سنن النسائی (۱/ ۱۹٤)

''اس حدیث میں ہے کہ انگلی کو تشہد میں ہمیشہ حرکت دیتے رہنا ہے کیونکہ دعا تشہد کے بعد ہوتی ہے''۔علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ انگلی کا اشارہ اور حرکت سلام تک جاری رہے کیونکہ دعا سلام سے متصل ہے''۔

اس کے علاوہ صرف ایک مرتبہ انگلی اٹھا کر رکھ دینا یا اشھد ان الا الہ الا اللہ پر اٹھانا، اس کے بارے میں صحیح احادیث میں کوئی دلیل نہیں ملتی جبکہ یہ عمل مذکورہ حدیث کے منافی ہے۔جس روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے وہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں محمد بن عجلان عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے بیان کرتا ہے اور محمد بن عجلان متکلم فیہ راوی ہے۔اس کے علاوہ چار ثقہ راویوں نے عامر بن عبداللہ سے اسی روایت کو بیان کیا ہے لیکن اس میں لا یحرکھا کا لفظ نہیں ہے۔معلوم ہوا یہ لفظ شاذ ہے۔امام مسلم نے بھی محمد بن عجلان کے طریق سے اسی روایت کو ذکر کیا ہے اس میں بھی لا یحرکھا کا لفظ نہیں ہے۔جبکہ اس کے مقابلے میں وائل بن حجر والی روایت کو ابن الملقن، ابن القیم، امام نووی کے علاوہ علامہ ناصر الدین البانی نے بھی صحیح قرار

دیا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ سب محدثین نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اشارہ والی حدیث کے ثبوت سے حرکت دینے کی نفی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ پیچھے کھڑے تھے فا شار الیھم ان اجلسو ا ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ متفق علیہ۔

اس حدیث سے ہر عقلمند آدمی یہ سمجھے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ صرف ہاتھ کو اٹھا دینا نہیں تھا جیسا کہ سلام کے جواب میں کرتے تھے۔ بلکہ یہ اشارہ تھا جس میں سمجھ آتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کا حکم دے رہے ہیں۔ یہ اشارہ حرکت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔

اس مثال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اشارہ والی احادیث کو تحریک والی احادیث کے خلاف قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی روایت ہے کہ:

''یہ انگلی شیطان کے لئے لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے''۔

اس حدیث کو حرکت نہ دینے کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ اس میں حرکت دینے یا نہ دینے کی صراحت موجود ہی نہیں ہے جبکہ حرکت دینا وائل بن حجرؓ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے اگر اس کو تسلیم کر لیں کہ اس میں حرکت نہ دینے کی صراحت ہے تو پھر صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ دونوں امر جائز ہیں جیسا کہ علامہ صنعانی نے سبل السلام میں اسے ترجیح دی ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ پختہ ہے کیونکہ وائل بن حجرؓ ایک خاص اہتمام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کر رہے ہیں اور خاص کر تشہد کی حالت کا اور تشہد میں ایسی چیزیں انہوں نے بیان کی ہیں جو زیادہ کسی نے بیان نہیں کیں۔ اس لئے ان کی روایت کو ترجیح ہوگی۔ واللہ اعلم

سوال: قربانی کرنے والے کو بال اور ناخن نہ کاٹنے کا کہا جاتا ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔؟

جواب: پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کا ارادہ رکھے تو وہ اپنے بال اور

ناخن نہ کاٹے۔'' صحیح مسلم (۱۹۷۷)

البتہ جس کی قربانی نہیں اس پر ایسی کوئی پابندی نہیں لیکن اگر وہ ان دنوں بالوں اور ناخنوں کو تراشنے سے رکا رہے اور قربانی کے دن کاٹے تو اسے قربانی کا ثواب مل جائے گا، جیسا کہ ایک آدمی کے پاس قربانی نہیں تھی رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم اپنے بال اور ناخن تراش لینا اور اپنی مونچھیں کاٹنا اور شرمگاہ کے بال مونڈ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ تیری قربانی ہو جائے گی۔''

ابو داؤد، الضحایا، باب ماجآء فی ایجاب الأضاحی (۲۷۸۹) وابن حبان (۱۰۴۳) حسن لشواھدہ

فائدہ....عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت کے حصول کی خاطر کچھ لوگ صرف ان دنوں میں اپنی عملی زندگی بہتر بنا لیتے ہیں مگر جانوروں کی قربانی کے ساتھ ہی سنت انبیاء اور فطرت انسانی (ڈاڑھی) کو بھی دنیا کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔ یہ ڈاڑھی مونڈھنا کبیرہ گناہ اور شیطانی عمل ہے۔ اس سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔

سوال: کن کن جانوروں کی قربانی کرنا جائز ہے؟ اور کن کن جانوروں کی قربانی کرنا ناجائز ہے؟ وضاحت فرمائیں۔؟

جواب: باجماع مسلمین ۸ جانور قربانی کے لیے جائز ہیں: بکرا، بکری، بھیڑ (نر اور مادہ) اونٹ (نر اور مادہ) اور گائے، بیل، نیز اونٹ اور گائے سات سات افراد کی طرف سے قربانی میں کیے جا سکتے ہیں البتہ اونٹ میں دس افراد بھی شریک ہو سکتے ہیں

سنن ابن ماجة (۳۱۳۱)

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو دانتا جانور کی قربانی کرو، ہاں اگر وہ تم پر مشکل ہو جائے (یعنی مل نہ رہا ہو یا اس کا خریدنا تمہاری طاقت سے بالاتر ہو) تو بھیڑ کا جذعہ (کھیرا، جو ایک سال کا ہو) کر لو۔'' صحیح مسلم (۱۹۶۳)

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''قربانی میں چار قسم کے جانور جائز نہیں:

۱.....کانا (بھینگا) جانور، جس کا کانا پن واضح ہو۔

۲.....بیمار، جس کی بیماری واضح ہو۔

۳.....لنگڑا، جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔

۴.....نہایت لاغر جانور، جس کے اندر گودا نہ ہو۔ سنن ابو داؤد(۲۸۰۲)

۵.....وہ جانور جس کا کان آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ ارواء الغلیل (۳۶۱/٤)

۶.....خارش زدہ جانور اور دوسرا وہ جس کا تھن کٹا ہوا ہو۔ مجمع الزوائد (۱۹/٤)

نوٹ: جانور کا خصی ہونا عیب نہیں (لہذا خصی جانور کی قربانی جائز ہے)۔ ابن ماجة(۳۱۲۲)

س: عیدین کے موقع پر خیال رکھنے والے اعمال اور نماز عیدین کا نبوی طریقہ بتائیں۔؟

ج: عیدین کے موقع پر خیال رکھنے کی اشیاء:

۱۔عیدالفطر میں روانگی سے پہلے کچھ تناول کرنا سنت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن کھجوریں تناول فرما کر عید پڑھنے کیلئے نکلتے تھے۔''

صحیح بخاری، العیدین(۹۵۳)

۲۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن (نماز عید سے) واپس پلٹنے تک کچھ تناول نہ فرماتے (لیکن یہ روزہ نہ تھا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں)''

سنن ابن ماجه، أبواب ماجاء فی الصیام،(۱۷٦۰)صحیح

۳۔نماز عید عیدگاہ میں ادا کرنا سنت ہے الا کہ کوئی عذر یا مجبوری ہو جیسا کہ امام ابن حزم تحریر کرتے ہیں کہ ''ہمیں حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے عید کے دن بارش ہونے کی بنا پر لوگوں کو مسجد میں نماز عید پڑھائی۔'' المحلی (۱٦۸/٥)

۴۔خواتین بھی عیدگاہ میں تشریف لائیں۔ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عورتوں کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں (عیدگاہ) لے جائیں، جوان لڑکیوں، حیض والی عورتوں اور پردہ نشین خواتین کو بھی۔ ہاں حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں (لیکن) وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں'' صحیح مسلم، صلاة العیدین(۱۲۰)(۲/٦۰٦)

۵۔عیدین میں تکبیرات کہنا بھی مسنون ہیں عیدالفطر میں شوال کا چاند دیکھنے سے لے کر عید سے فارغ

ہونے تک تکبیرات کہی جائیں اور عید الاضحیٰ میں یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کی صبح سے منیٰ کے آخری دن (۱۳ کی نماز عصر) تک تکبیرات کہی جائیں۔ تکبیرات کے الفاظ یہ ہیں:

۱۔ أَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

۲۔ أَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، أَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، أَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ، أَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

المصنف، کتاب الصلوات (۲/ ۱۶۷، ۱۶۸) صحیح

۶۔ نماز عیدین کا وقت طلوع آفتاب کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور اسے جلد ادا کرنا ضروری ہے۔

۷۔ نماز عیدین سے قبل اذان و اقامت نہیں ہے اور اس نماز سے قبل اور بعد کوئی اور نفلی نماز نہیں ہے۔

۸۔ نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ کی دو دو رکعتیں نماز ہے۔

مسند احمد (۲۵۷) وابن خزیمة (۱۴۲۵) صحیح

۹۔ نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ کا طریقہ

نماز عیدین دو رکعتیں ہے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد دعائے استفتاح، پھر قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں اور دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں۔ ابن ماجه، اقامة الصلاة (۱۲۷۱) صحیح

اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے اور عمر بن خطابؓ سے صراحت ہے کہ وہ عیدین کی تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

مسند احمد (۴/ ۳۱۶) حسن و السنن الکبری (۶۱۸۹)

عیدین کی دو رکعتوں میں نبی ﷺ کی قرأت کچھ اس طرح تھی آپ ﷺ پہلی رکعت میں سورۃ (ق) یا اعلی پڑھتے اور دوسری رکعت میں سورۃ القمر یا غاشیہ پڑھتے تھے۔

مسلم، صلاة العیدین (۸۹۱) (۸۷۸)

۱۰۔ نماز عید پہلے ادا کی جائے بعد میں خطبہ مسنونہ (یہ جمعہ کیطرح دو خطبے نہیں ہیں) اور پھر دعا کی جائے (جو لوگ پہلے خطبہ اور بعد میں نماز ادا کرتے ہیں وہ سنت پر عمل نہیں کرتے)

بخاری، العیدین، باب الخطبة بعد العیدین (۹۶۲)

۱۱۔عیدگاہ سے واپسی پر راستہ تبدیل کر کے آنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری،العیدین،(۹۷۲)

۱۲۔عیدین کے دونوں دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ وہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

بخاری،الصوم(۱۹۹۰)

۱۳۔اگر عید جمعہ کے دن آجائے تو نماز جمعہ کا اختیار ہے چاہے آدمی پڑھے یا نہ پڑھے لیکن وہ نماز ظہر ضرور ادا کرے گا۔البتہ امام پر لازم ہے کہ جمعہ کا خطبہ دے تا کہ جو شریک ہونا چاہیں وہ ہو جائیں۔

ابو داؤد(۱۰۶۹)بخاری(۵۵۷۲)

گھڑی کیا کہتی ہے؟

مخدوم دانیال احمد (کلاس خامسہ)

جب ① بجتا ہے: گھڑی کہتی ہے اللہ ایک ہے

جب ② بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے دو کی اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی

جب ③ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے ہر ماہ چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کو تین روزے رکھو

جب ④ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے ابوبکر،عمر،عثمان علی سب جنتی ہیں

جب ⑤ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے ہر دن اور رات میں مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں

جب ⑥ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے خلق السموات والارض فی ستة أيام

جب ⑦ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے سات ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا

جب ⑧ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے جنت کے دوازے آٹھ ہیں

جب ⑨ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے رحمت عالم ۹ ربیع الاول کو پیدا ہوئے

جب ⑩ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے آپ ﷺ پر ایک مرتبہ دور پڑھنے سے دس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے

جب ⑪ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان ۱۱ رکعات تراویح پڑھی۔

جب ⑫ بجتے ہیں: گھڑی کہتی ہے کہ رحمت عالم ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو دنیا فانی کو چھوڑ کر چلے گئے۔

عصر حاضر میں خلافت کا قیام

قسط نمبر ②

تحریر.....: شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

زیر نظر مقالہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی یادگار تحریروں کا ایک جزء ہے جو مولانا کی وفات کے بعد منصۂ شہود پر آیا اور ہفت روزہ الاعتصام لاہور (۹ نومبر ۲۰۰۱) میں اشاعت پذیر ہوا اور یہ مضمون مولانا سلفی رحمہ اللہ کے مقالات ومضامین پر مشتمل کتاب نگارشات (حصہ دوم) میں شائع ہو چکا ہے۔

حاکمیت اعلیٰ کا تصور:

خلافت کے قیام کے لیے سب سے پہلے حاکمیت اعلیٰ قائم کرنا ہے۔ قرآن کریم نے مختلف اسلوب اور پیرایوں میں اس حقیقت کو اس طرح واضح کیا ہے:

﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ﴾

''اللہ کے سوا کسی دوسرے کی حکومت نہیں، اس کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے۔'' [یوسف: ٤٠]

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴾ [المؤمن: ١٢]

''(قیامت کے دن کہا جائے گا) یہ اس لیے کہ جب صرف اللہ کی حکومت کی طرف پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کر دیا جاتا تھا تو تم تسلیم کر لیتے تھے (کیا تمھیں معلوم نہ تھا کہ) حکم دینے کا حق تو صرف اللہ عالی مرتبے اور بڑی شان والے کا ہے۔''

حاکمیت اعلیٰ کا منصب صرف اللہ ہی کو اس لیے سزاوار ہے کہ کائنات کی ہر چیز پر فرمانروائی اور خسروائی اسی کی ہے۔

﴿ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [المومنون: ۸۸]

''ان سے پوچھیے کہ اگر تمھیں کچھ بھی علم ہے تو بتاؤ کہ کائنات کے ہر حصے پر کس کی حکومت ہے، اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔''

ہمیں اگر مسلمان ہونے کا پورا پورا شعور ہے اور قرآن پر پختہ ایمان ہے تو پھر ہمیں آج حاکمیت اعلیٰ کا اقتدار اس احکم الحاکمین کے سوا کسی دوسرے کو نہیں دینا چاہیے۔

ہیئت حاکمہ:

مسلمان کی زندگی کا اولین مقصد اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کی زندگی اسلامی تعلیمات و روایات کے مطابق ہو، اور ہم بحیثیت مسلمان دنیا پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آج انسانی زندگی میں جو گوناگوں بیماریاں پیدا ہوگئی ہیں، ان سب کے لیے اسلام اکسیرِ اعظم اور مجرب تریاق ہے۔ اسلامی زندگی ایک اسلامی ریاست کے بغیر ناممکن ہے اور اسلامی ریاست کا نظم ونسق ان لوگوں کے ہاتھوں میں دینا چاہیے جو احکامِ الٰہی کی اطاعت پر دل وجان سے آمادہ اور مستعد ہوں۔

امیرِ مملکت:

اس سلسلے میں سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہیئت حاکمہ کی باگ ڈور ایسے شخص کے ہاتھ میں تھمائیں جو خود مسلمان ہو، اس کی زندگی احکام شرعیہ کی اطاعت میں بسر ہوتی ہو اور وہ مندرجہ ذیل باتوں پر یقین محکم رکھتا ہو:

۱. اقتدار خدا کی امانت ہے۔
۲. شریعت اسلامیہ تمام قوانین کی ناقابل تغیر وتبدل اساس ہے۔
۳. مسلمانوں کو اس قابل بنائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی تعلیمات ومتقضیات کے مطابق بسر کریں۔

تجدد پسند اور مذہب سے بے اعتنائی برتنے والے لوگ اس نظریہ پر ناک بھوں چڑھائیں گے اور مسلمانوں کو تنگ نظری کا طعنہ دیں گے لیکن ان کو یہ بات پلے باندھ لینی چاہیے، مسلمان اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ جو شخص مسلمان نہیں (خواہ وہ مملکت کا کیسا ہی وفادار یا اپنی ذات میں کیسا ہی قابل کیوں نہ ہو) وہ اس بات کا اہل ہوسکتا ہے کہ وہ ایسی ریاست کا والی ہو، جس کی اساس و بنیاد اسلامی ایڈیالوجی ہے؟ (سر ظفر اللہ خان اس کی ایک مثال کہ اس نے ہر محکمہ میں قادیانیوں کو بھرتی کر کے اصل مقصد کو پس پشت ڈال دیا)

پھر یہ تو ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی معاشرہ بھی اپنا سربراہ ایسے شخص کو ہرگز منتخب نہیں کرتا جو اس معاشرے کے نظریے کا منکر ہو۔ کیا سوویت روس میں کوئی غیر کمیونسٹ ریاست کی سرداری تو کیا کسی کلیدی آسامی پر مقرر ہوسکتا ہے؟ اس لیے کہ اس کی اساس و بنیاد کمیونزم کے اصول پر ہے اور کوئی دوسرا شخص، جو کمیونزم کے اصول کا دل سے قائل نہیں، اس سے اس ریاست کے نظم و نسق میں اشتراکی یا اشتمالی مقاصد کی ترجمانی ممکن نہیں۔ بعینہٖ ریاست میں خلافت کے نظام کے قیام کے لیے بھی ہمیں اپنی زمام اقتدار ایسے شخص کے سپرد کرنی ہوگی جو شریعتِ اسلامیہ کو تمام قوانین کی اساس سمجھتا ہو۔

امیر کا انتخاب:

کتاب و سنت کی روشنی اور خلفائے راشدین کے اسوۂ حسنہ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ امیرِ ریاست یا صدرِ مملکت کا تقرر بذریعہ انتخاب ہی ہونا چاہیے۔ اس کے سوا تمام صورتیں غیر شرعی ہیں، لیکن انتخاب کا طریق کیا ہو؟ یہ ملت کے فیصلہ پر چھوڑ دینا چاہیے، جیسا کہ خلفائے راشدین کے انتخاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی خاص معینہ طریقہ نہیں تھا، اس لیے اس کے لیے کوئی طریقہ (شوریٰ، مجلسِ دستور ساز) بھی اختیار کیا جانا چاہیے جو ملت کے مفاد میں ہو، البتہ امیر کے اندر وہ تمام خوبیاں پائی جانی چاہییں جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

قانون سازی:

ایسی ریاست جس میں خلافت کا اسلامی نظام قائم ہو اور اس ریاست کی بنیاد اس عقیدے پر ہو کہ اس میں حاکمیت اعلیٰ کا اقتدار اللہ احکم الحاکمین کے لیے ہے اور اس کے تمام کاروبار کی اساس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے، تو ایسی ریاست میں قانون سازی کرنا کوئی مشکل نہیں۔ قرآن پاک نے صاف اور واضح ارشاد فرمایا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ [النساء: ٥٩]

''مسلمانوں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور تم میں سے جو صاحب حکومت ہوں، اور اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اس میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اگر اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بڑی اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔''

مسلمان اپنے میں سے کسی کو امیر المومنین منتخب کریں، حکومت کی باگ ڈور اس کے سپرد کر دیں اور اپنی قومی اور ملی زندگی کے تمام معاملات میں سمع واطاعت کی بیعت اس سے کریں۔ امیر المومنین خود اپنے لیے وزراء کا تقرر کرے اور وزیر امیر کے سامنے جواب دہ ہوں۔ نہ حکومت کی پارٹی ہو نہ حزب اختلاف۔ ہر رکن آزاد ہو اور آزادی سے اپنی رائے ظاہر کرے، چاہے اس کی رائے امیر کی رائے کے موافق ہو یا ناموافق، کوئی اس قسم کا پارٹی ڈسپلن نہ ہو، جیسا کہ آج کل مغربی جمہوریت کی طرز کی اسمبلیوں کا ہے کہ پارٹی ڈسپلن کے تحت رائے دو، اگرچہ وہ ضمیر کے خلاف ہو۔ ہر رکن آزاد طور پر اپنی رائے ظاہر کرے اور بحث میں حصہ لے۔ امیر خود بھی بحث میں حصہ لے، اپنے اور اپنی حکومت کے کاموں کی جواب دہی کرے۔ امیر اور جمہور دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں سمجھیں، ایک طرف آپ ﷺ نے امت کے افراد پر ذمہ داری عائد کی ہے:

((إن الله يرضى لكم ثلاثاً: أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئاً، وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا، وأن تناصحوا من ولاه الله أمركم))

صحيح مسلم، رقم الحديث (١٧١٥)

''اللہ تعالیٰ تمھارے لیے تین کام پسند کرتا ہے: ① ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ② اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور اس سے جدا نہ ہو۔ ③ اپنے امیر کے خیر خواہ رہو۔''

دوسری طرف امت کو احتساب کا حق دیا اور فرمایا:

((إن الناس إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه أوشك أن يعمهم الله بعقاب من عنده)) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٣٣٨)

''جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں اور اس کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنے کی کوشش نہ کریں تو بہت ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے کسی عذاب میں مبتلا کر دے۔''

اسی مسئولیت کا خلفائے راشدین نے اپنے خطبوں میں ذکر کیا ہے۔ حکومت کے اختیاراتِ تنفیذ امیر کے ذمہ ہوں۔ عصر حاضر میں نظام خلافت کے قیام کے لیے یہ سنہری اصول ہے اور وہی اس کی حکمت عملی کا مجلس شوریٰ کے سامنے جوابدہ ہو۔

ہیئت عدلیہ:

پورے محکمہ عدل وانصاف کی اساس کتاب وسنت ہی ہو، تمام قسم کے تنازعات اور مقدمات کے فیصلے، خواہ ملک کے عام باشندوں کے درمیان ہوں یا حکومت اور عوام کے درمیان ہوں، شریعت کے مطابق ہوں۔ کسی بڑے سے بڑے انسان کو بھی یہ حق نہ دیا جائے کہ وہ دارالقضاء کے فیصلے میں کسی قسم کی مداخلت کرے۔ امیر ریاست، مجلس وزراء اور خود مجلس قانون ساز کو بھی کسی قسم کی اجازت نہ دی جائے کہ قضاء کے فیصلے پر کسی طرح اثر انداز ہو سکے۔

امیر ریاست چونکہ خود باقی ریاستی امور میں اس قدر مشغول ہوتا ہے کہ وہ خود عدلیہ کی ذمہ

داریاں نہیں سنبھال سکتا، اس لیے اسے ایک دارالقضاء عالی مقرر کرنی چاہیے۔ دارالقضاء عالی کا رئیس قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا تقرر خود کرے اور اس محکمہ کی تمام تر ذمہ داری اس کے سپرد کرے، اس کے بعد دارالقضاء کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اگر کبھی مجلس شوریٰ اور امیر ریاست یا امیر ریاست اور ملت کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف پیدا ہو جائے تو دارالقضاء کا ہی فرض ہونا چاہیے کہ متنازع فیہ مسئلہ کے بارے میں فیصلہ صادر کرے۔ اسی طرح مجلس شوریٰ کے کسی مرتب کردہ قانون یا امیر ریاست کے کسی انتظامی فعل کو اگر خلافِ شرع سمجھا جائے تو ملت کے کسی بھی فرد کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ دارالقضاء عالی کے سامنے اس کو پیش کر کے شریعت کے مطابق فیصلہ حاصل کر سکے۔ دارالقضاء عالی کو وقت کے اکابر علماء پر مشتمل ہونا چاہیے، ایسے علماء جو علومِ کتاب وسنت میں اعلیٰ بصیرت رکھتے ہوں اور ساتھ ہی ساتھ مروجہ قوانین میں مہارت تامہ رکھتے ہوں۔

موجودہ حالات میں ایسی خوبیوں کے حامل اشخاص اگر میسر نہ آئیں تو اکابر علمائے دین کو بطور معاون موجود ججوں کے ساتھ شریک کیا جا سکتا ہے، جبکہ فیصلہ ایسے امور میں مطلوب ہو جن میں شرعی وجوہ کی بنا پر امیر ریاست اور مجلس شوریٰ یا امیر ریاست اور ملت کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف پیدا ہو جائے۔

عدالتوں کے انتظامی پہلو سے متعلق اس قدر عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عدالتوں کی ہیئتِ ترکیب، عدالتوں کے مختلف درجے، پھر ان کے حدودِ عمل اور ان کے اختیارات کے لیے مراتب مقرر کرنا مجلس شوریٰ کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے۔ کتاب وسنت میں یا خلفائے راشدین کے طرزِ عمل میں اس بارے میں کوئی واضح ہدایت موجود نہیں ہے۔ اس لیے مجلس شوریٰ آزاد ہے کہ موجودہ زمانے کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جیسا مناسب سمجھے نظام تجویز کرے مگر وہ شریعت کے اصول عامہ اور مخلوقِ خدا کے مفاد عامہ کے خلاف نہ ہو۔

بنیادی حقوق:

جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا کہ اسلام کے نزدیک ریاست بجائے خود کوئی مقصد نہیں بلکہ

ایک مقصد کا ذریعہ ہے اور وہ مقصد عوام الناس کو ایک ایسے نظام میں پرونا ہے جس میں اخوت، بھائی چارہ، محبت، پیار، ایثار، مساوات ہو، احترامِ انسانیت ہو۔ نظام خلافت میں افراد یا شہریوں کے حقوق کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور ان کے حقوق و فرائض کو بالوضاحت متعین کیا گیا ہے۔

مذہبی آزادی:

ہر شخص کو اپنے مذہبی عقائد اور مذہبی رسوم کے بجالانے میں پوری پوری آزادی ہو، ان کے مذہبی رسوم میں کوئی مداخلت نہ ہو۔ غیر مسلموں کو ان کی رضا اور خوشنودی کے بغیر اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے بلکہ غیر مسلموں کو جبراً مسلمان بنانا قابل مواخذہ جرم ہو۔

ہر شہری کو تحریر اور تقریر کے ذریعہ حق دینا چاہیے کہ ملکی، ملی، اور شہری مسائل میں جس پر چاہے اظہار رائے کرے۔ بشرطیکہ اس اظہار رائے میں لوگوں کو اسلامی عقائد کے خلاف نہ اکسایا جائے اور نہ اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔

شخصی آزادی:

اسلام کسی شہری کو اس کی شخصی آزادی سے اس وقت تک محروم نہیں کرتا جب تک اس کا جرم قانونی عدالت میں باقاعدہ مروجہ قانون کے طریقوں سے عدالت میں ثابت نہ ہو جائے۔

المختصر عصر حاضر میں خلافت کا قیام جبھی ممکن ہے اگر اخلاص ہو، ایثار ہو اور خدا کا خوف ہو۔ اخلاص سے اور اپنی تمام ذاتی اغراض سے بالا ہو کر اور نتائج سے یکسر بے پرواہ ہو کر اور ہر قسم کی ملامت اور طعن و تشنیع کو خاطر میں نہ لا کر مذکورہ بالا طریق کار کو اختیار کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص، ایثار اور اپنا ڈر دلوں پر طاری فرمائے۔ آمین

نوٹ: مضمون ھذا کی پہلی قسط شمارہ نمبر ۱۲ میں گزر چکی ہے کیونکہ ۱۳ نمبر شمارہ خصوصی اشاعت نور پوری نمبر تھا۔

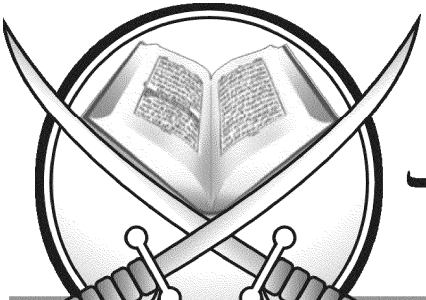

گستاخانِ رسول ﷺ کے ساتھ کیسا سلوک

تحریر.....مجیب الرحمٰن سیاف

(حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ کے ۲۱ ستمبر کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ)

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قرآن مقدس میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی ۔ابھی حال ہی میں جن لوگوں نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخانہ فلم بنائی ہے یہ لوگ شروع دن سے ہی انبیاء کے توہین کرتے رہے ہیں،جن سے ان کے اپنے نبی بھی محفوظ نہیں رہے ان سے پیغمبر آخرالزمان کی گستاخی کا ہو جانا بھی کوئی بعید از گمان نہیں ۔دنیا میں سب سے زیادہ مکار اور سازشی یہی یہود واقع ہوئے ہیں اور ہر مکروہ فعل کے پیچھے انہی کی سازش کارفرما ہوتی ہے ۔گزشتہ سالوں میں جو توہین آمیز خاکے شائع ہوئے ان میں بھی انہی یہودیوں کا ہاتھ تھا۔

اللہ رب العزت نے ان لوگوں کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا ہے ۔اگر وہ خاکے شائع کر کے نبی علیہ السلام کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں تو اب مسلمان بھی اپنے عمل میں پیچھے نہیں ہیں ۔یہودیوں نے یہی موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا کہ یہ مرد نہیں ہیں ہمارے ساتھ غسل نہیں کرتے ہیں ۔نبی علیہ السلام کی تعلیمات سے کنارہ کشی کر کے ہم بھی تو یہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔نبی علیہ السلام نے داڑھی معاف کرنے کا حکم دیا ہے ہم نے کہا کاٹیں گے ،مونڈیں گے ،پیغمبر کے فرمان کی کیا حیثیت؟ نبی علیہ السلام نے دھوکہ وفراڈ کرنے سے روکا ہم نے کہا کریں گے ہمیں کون روک سکتا ہے! نبی علیہ السلام نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں لیکن ہم نے کہا ہم سے کوئی سکون میں رہ کر تو دکھلائے ؟اللہ نے قرآن میں سود کھانے کو اللہ اور اس کے رسول سے اعلانیہ جنگ کہا اور نبی

علیہ السلام نے اپنے فرامین میں سود سے منع فرمایا ہم نے کہا ہمیں اللہ اور اس کے رسول سے جنگ مول لینا منظور! ان کے علاوہ اور کتنی سنتیں ہیں اور کتنے فرامین ہیں جن کے مرتکب ہو کر ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہمارے دلوں میں کتنا رسول کا اور ان کی بات کا احترام ہے۔ ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر سوچیں ہم نے اپنے نبی سے کیا وفا کی ہے؟ کیا محبت کا ثبوت دیا ہے؟

ہمارے اعمال ہی کا نتیجہ ہے کہ یہود و ہنود اور دوسرے غیر مسلم یہاں تک پہنچے ہیں۔ اگر ہم سچے محبّ رسول ہوتے، اپنی محبت کا ثبوت ایسی گستاخیاں کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر دیتے تو آج معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا ہم اپنے مفادات کے چکر میں رہے، اسکو معمولی سمجھتے رہے ان سے دوستیوں کے چکر میں رہے۔ چاہیے تو یہ تھا اللہ کے قرآن پر عمل ہوتا

فقاتلوا ائمة الکفر

او نبی علیہ السلام کے فرمان پر عمل کر کے دکھاتے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سب نبیا قتل و من سب اصحاب النبی جلد

جو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے اور جو کوئی صحابہ کرام کو برا بھلا کہے اسے کوڑے رسید کیے جائیں۔

ائمہ و محدثین نے بھی ایسے لوگوں کے بارے اپنے یہی فرامین چھوڑے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سبّ و شتم کرے، اس کا معاہدہ امن اور ضمان ختم ہو جاتا ہے، اسے قتل کر دیا جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بھی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سبّ و شتم کرے وہ واجب القتل ہے۔ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سبّ و شتم کیا یا آپ کی عیب جوئی کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی نقص نکالا، اسے قتل کر دیا جائے اور اسے توبہ کرنے کی بھی مہلت نہ دی جائے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی، اسے توبہ کے بغیر ہی قتل کر دیا

جائے، وہ مومن ہونے کا دعویٰ کرے یا وہ کافر ہو۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کو گالی دینے والا واجب القتل ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کو گالی دینے والے کی سزا قتل ہے۔

اگر اتنی ہمت اور طاقت نہیں تو پھر اللہ کے اس فرمان پر عمل کریں

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ○ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ

اگر ہمت ہے تو پھر محمد بن مسلمہ بن کر آگے بڑھ کہ جس نے کعب بن اشرف کی گردن کاٹ کر محمد ﷺ کا سینہ ٹھنڈا کیا تھا، عبداللہ بن عتیق بن کہ جس نے گستاخ رسول کی گردن تن سے جدا کر دی تھی اور اٹھ غازی علم دین جیسے کردار پیش کر.....

یہ ریلیاں نکالنا، اپنی املاک جلانا، توڑ پھوڑ کرنا یہ محبت کا اظہار نہیں اس سے نہ تو وہ باز رہ سکتے ہیں اور نہ ہی یہ محبت کا اظہار ہے۔ اگر محبت کا اظہار کرنا ہے تو ایک ایک سنت پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ یہی حقیقی محبت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ))

''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔'' سنن الترمذی، العلم، باب ما جاء فی الاخذ من السنة (٢٦٧٨)

نماز اچھی، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

دفاعِ حرمتِ رسول ﷺ اوسزائے گستاخِ رسول ﷺ

تحریر.....ابو یاسر عبداللہ بن بشیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ.

آج سے چند سال قبل جب آل دنیا کے کفار نے لوگوں کو اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کے لیے کئی قسم کے ہتھکنڈے استعمال کیے اور کئی قسم کے جال بچھائے لیکن لوگ پہلے سے بھی بڑھ کر اسلام میں داخل ہونے لگے پھر انھوں نے دیکھا کہ ہماری چالیں عبث چلی گئیں ہیں تو انھوں نے اسلام کے مختلف شعار کی توہین کرنا شروع کر دی۔ پھر اس سے بڑھ کر انھوں نے اسلام کی کتاب ''قرآن پاک'' کی توہین کرنا شروع کی۔ توہین میں کہیں قرآن کو جلایا گیا تو کہیں اسے گٹر میں بہایا گیا، تو کہیں اس پر گولی برسائی گئیں تو کہیں اسے پاؤں تلے روندا گیا' تاکہ اسلام میں آنے والے لوگ اسلام سے برگشتہ ہو کر اسلام میں داخل ہونے سے رک جائیں اور دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کر کے انہیں ذلیل ورسوا کیا جائے اور دوسری طرف مزید اس سے بڑھ کر انھوں نے پیغمبر اسلام جن پر قرآن پاک نازل ہوا' کے خاکے شائع کیے اور ان کا یہ خبیث کام وقتاً فوقتاً ہوتا رہا۔ ادھر مسلمان سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرتے ،ٹائر جلاتے ،امریکی و برطانوی و ہندی وغیرہ پرچم نذر آتش کر کے اپنے دلوں کے غیظ وغضب کو ٹھنڈا کرتے لیکن اسلام کے دشمنوں پر کوئی اثر نہ ہوتا کیونکہ اعدائے اسلام کا یہ علاج نہیں ہے۔ جب تک کسی مرض کا علاج نہ ہو تو وہ جوں جوں بڑھتا جاتا ہے، ان کے مرض کے بڑھنے سے آخر انھوں نے نبی ﷺ کے متعلق انتہائی توہین آمیز فلم بنا کر پوری دنیا کے مسلمانوں کو پیغام دیا کہ تمھارے احتجاج، تمھارے ٹائر جلانے اور تمھارے جلسے جلوسوں سے ہم پر کوئی اثر نہیں ہے۔ انھوں نے مسلمانوں

کو اشتعال دلایا ہے اور مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ تمہارے ان کاموں سے ان پر کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ لہٰذا ان خنزیروں اور بندروں کی اولاد کا علاج نہایت ضروری ہے اور وہ علاج اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَ طَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ﴾.[التوبة:١٢]

''اور (اگر وہ (کافر) لوگ تمھارے دین میں طعن کریں تو تم کفر کے اماموں سے لڑائی کرو۔''

کافروں کا یہ علاج ہے جس سے وہ باز آئیں گے قرآن کہہ رہا ہے ﴿لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ﴾ تا کہ وہ (اپنے اس کام سے) باز آجائیں۔ مزید اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ایسی قوم سے نہیں لڑتے، تم ان سے ڈرتے ہو حالانکہ تمھیں تو اللہ سے ڈرنا چاہیے اگر تم ایمان والے ہو۔ اللہ حکم دے کر فرماتے ہیں تم ان سے لڑو تمھارے ہاتھوں سے اللہ ان کو سزا دینا چاہتا ہے، تمھارے ہاتھوں سے ان کو ذلیل کرنا چاہتا ہے، اللہ تمھیں ان پر غالب کرنا چاہتا ہے، اللہ تمھارے دلوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے، اللہ تمھارے غیظ وغضب کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن آج سوائے چند مسلمانوں کے باقی تمام لڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اسلام اور اسلام کے رسول ﷺ کے لیے لڑائی کو تیار نہیں۔ وجہ آج سے چودہ صدیاں پہلے نبی اکرم ﷺ نے بیان کر دی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا:

«یُوشِكُ الأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا ، فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهَنَ ، فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهَنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ». [ابوداود:٤٢٩٧]

''ایسا وقت آنے والا ہے کہ دوسری قومیں تمھارے خلاف ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسا کہ کھانے والے اپنے پیالے پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ تو کہنے والے نے کہا: کیا ان دنوں ہماری تعداد کے قلیل اور کم ہونے کی وجہ سے ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تمہاری

ان دنوں تعداد بہت زیادہ ہوگی، لیکن جھاگ ہوگے جس طرح کہ سیلاب کا جھاگ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تمھارے دشمن کے سینوں سے تمھاری ہیبت ورعب نکال دے گا اور تمھارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔ پوچھنے والے نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہن سے کیا مراد ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کی کراہت۔''

مسلمان آج ذرا غور تو کریں کیا آج دنیا میں ہم مسلمانوں کی کیا قدر و قیمت ہے؟ ہر کوئی کافر ملک وقوم مسلمانوں کو قتل کرنے پر لگی ہوئی ہے اور مسلمانوں کا رعب و دبدبہ کافر قوم کے دلوں میں ختم ہو چکا ہے۔ آج پوری کفر امہ ناٹو (اتحادی) بن کر مسلمانوں کو ختم کر رہے ہیں۔ مسلمان سیلاب کے جھاگ کی طرح بنے ہوئے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟ وہ نبی اکرم ﷺ جن کے رعب سے ایک مہینے کی مسافت پر بیٹھا دشمن کانپ اٹھتا تھا آپ کے صحابہ کا رعب و دبدبہ اور ان کی ہیبت کس طرح کافروں پر طاری رہتی تھی آج نبی اکرم ﷺ کے امتیوں کا رعب کافروں پر کیوں ختم ہو گیا ہے؟ بات وہی ہے جو نبی اکرم ﷺ نے فرمادی ہے کہ آج دین کی بجائے دنیا اور شہادت کی بجائے زندگی سے پیار ہو چکا ہے اور یہی وجہ ہماری ذلت ورسوائی کی ہے۔ اگر آج پوری دنیا کے مسلمان اپنے دین کو اپناتے ہوئے دین کے غلبہ اور نبی اکرم ﷺ کی حرمت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تو آج مسلمان قوم ساری دنیا پر غالب آسکتی ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے:

﴿أَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾.

''تم ہی غالب آؤ گے اگر تم مومن ہو۔''

آج ہر بندہ سوچے کیا وہ پکا سچا مسلمان ہے؟ کیا اس میں وہ صحابہ والا ایمان اور جذبہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾.[البقرة]

''پس اگر وہ ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت یافتہ بن جائیں گے۔''

دوسری چیز کافروں کے خلاف عسکری تیاری کرنی ہے جس کی وجہ سے ہم مسلمانوں کا رعب پڑھے گا اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ﴾ [الأنفال ٦٠]

''اور تم ان کے لیے تیاری کرو جہاں تک ہو سکے قوت (نشانہ بازی) اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے، اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔''

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عسکری تیاری سے ہی مسلمانوں کے ہر قسم کے دشمنوں پر رعب و دبدبہ بیٹھے رہے گا۔ کسی کو کوئی جرأت نہیں ہو سکے گی کہ وہ اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی ایسے کام کا سوچے۔ یہی وہ کام ہے جو آج مسلمانوں کو کرنا ہوگا تاکہ کفار اپنی ان مذموم و خبیث حرکتوں سے باز آجائیں وگرنہ جلسے و جلوسوں سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ یہی علاج نبی اکرم ﷺ نے ان بندروں اور خنزیزوں کی اولاد کا عملاً کر کے دکھایا ہے۔ آپ ﷺ نے تقریباً ۷۰ کے قریب لوگوں کے قتل کے احکام جاری فرمائے جن میں سے کچھ علاقہ چھوڑ کر بھاگ گئے، کچھ مسلمان ہو گئے اور کم و بیش بیس افراد قتل کر دیے گئے۔ (طبقات ابن سعد)

آپ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کے دور کا صرف ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ گستاخ رسول کا علاج کرنے کے لیے قتل ہی اصل دوا ہے۔

کعب بن اشرف یہودی ہے جس کے قتل کا واقعہ ربیع الاول ۳ ہجری کا ہے۔ صحابی رسول کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کعب بن اشرف ایک یہودی تھا جو (اپنے اشعار میں) رسول اللہ ﷺ کی مذمت کیا کرتا تھا اور کفار قریش کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو یہاں مختلف مذاہب کے لوگ تھے جن میں مسلمان بھی تھے۔ مشرکین تھے جو بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اور یہودی بھی تھے جو قلعوں میں رہتے تھے اور وہ قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے حلیف تھے تو نبی ﷺ نے ان سب سے صلح کرنا چاہی۔ (ادھر حال یہ تھا کہ) اگر کوئی شخص مسلمان تھا تو اس کا باپ مشرک تھا اور اگر کوئی شخص مسلمان تھا تو اس کا بھائی مشرک تھا تو یہودی اور مشرک (اپنے اشعار اور کلام کے ذریعہ) نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کو سخت ایذاء

پہنچاتے تھے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو صبر اور درگزر کا حکم فرمایا۔دو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود جب کعب بن اشرف نبی ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے باز نہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ اس کو قتل کرنے کے لیے کچھ لوگوں کو بھیجیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب واقعہ بدر ہوا تو وہ ذلیل وخوار ہو گیا اور اس نے کہا کہ آج زمین کے اوپر رہنے کی بجائے زمین کے اندر چلے جانا بہتر ہے۔پھر یہ مکہ پہنچا اور قریش کے مقتولوں پر رویا اور انھیں اشعار کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف ابھار کر مدینہ آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! کعب بن اشرف کے شر پھیلانے اور اس کے شعر کہنے میں اس کے لیے تو کافی ہو جا جس چیز کے ساتھ تو چاہتا ہے (جیسا تو چاہتا ہے)۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعب بن اشرف یہودی کا کام کون تمام کرے گا یقیناً اس نے اللہ اور رسول ﷺ کو بہت ستا رکھا ہے۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں۔آپ ﷺ نے فرمایا :ہاں، اجازت ہے۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بھی اجازت دے دیجئے کہ جو مناسب سمجھوں وہ باتیں اس سے کہوں؟ آپ ﷺ فرمایا: کہہ لینا۔(ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جلدی نہ کرنا یہاں تک تو سعد بن معاذ سے مشورہ کر لینا)۔

غرض محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے تو (اس کی قربت حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کے خلاف باتیں کیں) کہ اس شخص یعنی نبی اکرم ﷺ نے ہم سے زکوۃ مانگی ہے اور اس نے ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے۔(ایک روایت میں ہے کہ سارے عرب نے ہم سے جنگ کی ہے اور وہ ایک ہو گئے ہیں ہم اس سے نجات چاہتے ہیں۔اور میرے ساتھ میرے ذہن کے اور بھی آدمی ہیں۔میرا ارادہ ہے کہ میں انھیں تیرے پاس لاؤں تا کہ ہم تجھ سے غلہ خریدیں۔کعب بن اشرف نے کہا: ابھی کیا دیکھا ہے بخدا تم مزید اس سے اکتا جاؤ گے۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خیر! ابھی تو ہم نے اس کی پیروی کر لی ہے فوراً چھوڑنا بھی مناسب نہیں سمجھتے یہاں تک کہ ہم یہ دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اس وقت مَیں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تُو ایک وسق یا دو وسق (یعنی

۶ یا ۷ من) کھجوریں ہمیں قرض دے۔ کعب بن اشرف نے کہا: قرض مل جائے گا لیکن کوئی چیز گروی رکھو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: کیا چیز گروی رکھیں؟ کعب نے کہا کہ اپنی عورتیں گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: کیسے ہم اپنی عورتوں کو آپ کے پاس گروی رکھ دیں جبکہ تو سارے عرب میں خوبصورت ہے؟ اس نے کہا: اپنے بیٹے گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے پاس اپنے بیٹوں کو کیسے گروی رکھ دیں آئندہ جو بھی اِن سے لڑے گا وہ طعنہ دے گا کہ تمہیں (تمھارے باپ دادا نے) ایک یا دو وسق (یعنی ۶ یا ۷ من) میں گروی رکھا تھا اور اس کو ہم برا سمجھتے ہیں البتہ ہم اپنے ہتھیار گروی رکھتے ہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور واپس آ گئے۔ اور آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ سنایا۔ پھر اگلی چاندنی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں (محمد بن مسلمہ انصاری، ابوعبس انصاری، ابونائلہ اور حارث رضی اللہ عنہم کو) روانہ کرنے کے لیے بقیع غرقد نامی جگہ پر ان کے ساتھ آئے اور انھیں روانہ کیا اور فرمایا: اللہ کا نام لے کر چلو۔ (اور دعا کی) اے اللہ! ان کی مدد فرما۔

چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ رات کو (کعب بن اشرف کے پاس) دوبارہ آئے اور ابونائلہ کو ساتھ لائے جو کعب بن اشرف کا دودھ شریک (رضاعی) بھائی تھا۔ کعب بن اشرف نے ان کو قلعہ میں بلا لیا اور پھر ان کے پاس نیچے آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا (جس سے اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی): اس وقت کہاں جا رہے ہو؟ کعب نے کہا: محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابونائلہ آئے ہیں۔ کعب بن اشرف کی بیوی نے کہا کہ اس کی آواز سے تو خون کی بو آ رہی ہے یا خون ٹپکتا محسوس ہو رہا ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا: کچھ نہیں میرا بھائی ابونائلہ اور محمد بن مسلمہ ہیں اور شریف آدمی کو اگر رات کے وقت (مدد کے واسطے) نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو اسے نکلنا چاہیے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ مزید کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو لائے تھے، وہ ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عبادہ بن بشر رضی اللہ عنہم تھے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ کعب بن اشرف جب آئے گا تو میں اس کے سر کے بال تھام کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے مضبوط طریقے سے اس کے سر کو پکڑ لیا ہے تو تم اسے مار ڈالنا۔ غرض کعب بن اشرف چادر اوڑھے ہوئے اُترا، اس کے جسم سے خوشبو مہک رہی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں دیکھی جو ہوا میں بسی ہوئی ہے۔ کعب بن اشرف

نے جواب میں کہا کہ اس وقت میرے پاس ایسی عورت ہے جو سب عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی بے نظیر ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہمیں تیرا سر سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ محمد بن مسلمہ نے خود بھی سونگھا اور ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر دوبارہ کہا کہ میں تیرا سر سونگھ سکتا ہوں۔ اس نے کہا: ہاں۔ پھر جب محمد بن مسلمہ نے زور سے پکڑ لیا تو ساتھیوں سے کہا: اللہ کے دشمن کو مار ڈالو۔ سو اُنہوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ اسے مارا لیکن تلواروں نے صحیح طریقے سے کام نہ کیا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کدال نکالی اور اس کے چوتڑوں کے درمیان رکھ کر اوپر وزن ڈالا تو وہ اس کے پیشاب کی جگہ سے نکل گئی اور اسے قتل کر دیا۔ اللہ کا دشمن اتنی زور سے چیخا کہ ہر ٹیلے پر واقع گھر والے نے آگ روشن کر دی۔ پھر انھوں نے اس کا سر کاٹا اور اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لے آئے۔ پھر جب بقیع غرقد جگہ پر پہنچے تو انھوں نے اللہ اکبر کہا اور رسول اللہ ﷺ اس رات (اپنے گھر) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے ان کی اللہ اکبر سنی تو آپ سمجھ گئے کہ صحابہ نے اسے قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (کعب بن اشرف کا سر لے کر) حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: چہرے کامیاب ہو گئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ کا بھی چہرہ کامیاب ہو گیا۔ اور اس کا سر آپ ﷺ کے سامنے پھینک دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے قتل پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کی مذمت اور کعب بن اشرف کے حق میں مظاہرہ کرتے دیکھو ایسے جس یہودی پر تم قابو پاؤ اسے قتل کر دو، سب یہودی خوفزدہ ہو گئے اور کوئی بھی یہودی ظاہر نہ ہوا اور کوئی نہ بولا، سب یہودی ڈر گئے کہ کہیں کعب بن اشرف کی طرح ان کا شب خون نہ کر دیا جائے۔ یہودی اور مشرکین سب خائف ہو گئے۔

[صحیح البخاری حدیث نمبر (٤٠٣٧، ٤٠٣٨)، مسلم، حدیث نمبر (٤٧٦٥)، أبوداود حدیث نمبر (٣٠٠٢)، السنن الکبری للبیهقی (١٨٣/٩) حدیث نمبر (١٨٤٠٨) طبقات ابن سعد (٣١/٢، ٣٢) المستدرك (٤٩٢/٣) المعجم الکبیر للطبرانی (٧٦/١٩)، مسند أحمد (٢٢١/٤)]

نبی اکرم ﷺ نے شب خون کرائے، قتل کروائے تب گستاخ باز آئے اور دوسروں کو عبرت

ہوئی سو آج ہمیں بھی یہی عمل دہرانا ہوگا۔

آج میں داد دیتا ہوں ان مسلمانوں کو جنھوں نے کفار سے پنجہ آزمائی کی، ان کو نقصان پہنچایا، ان کو قتل کیا، ان کی عمارتوں کو تباہ کیا۔ میں داد دیتا ہوں ان افغان مجاہدین کو جنھوں نے کافروں کے کئی سفارت خانوں پر حملے کیے۔ اور حقیقی طور پر اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے علاج پر عمل کیا یہی تمام مسلمانوں کو کرنا ہوگا۔

آخر میں یہ بتانا چاہوں گا کہ کفار کی طرف سے جاری ہونے والی فلم میں محمد رسول اللہ ﷺ کا کردار انھوں نے بہت زیادہ توہین آمیز بیان کیا ہے۔ میں نے وہ فلم دیکھی ہے تاکہ امت مسلمہ کو بیدار کرسکوں لیکن میں وہ بیان نہیں کرسکتا' ہمت نہیں ہے، تحریر میں لانے کے لیے قلم کو جنبش دینے کی سکت نہیں ہے، ہاتھوں میں قوت نہیں ہے، دل پر سکتہ طاری ہے اور دل زخمی ہے، آنکھیں پرنم ہیں اور جسم کے رونگھٹے کھڑے ہیں، جسم میں کپکپی ہے کیسے بتاؤں اگرچہ نقل کفر کفر نباشد؟ بہرحال ترغیب وتحریض میں نے کردی ہے۔

خدارا مسلمانو! اللہ اور اسلام کے لیے بیدار ہوجاؤ!!!

بہت سو چکے ہوں، ہوش میں آجاؤ، وگرنہ پھر تمھارا بھی نام ونشان نہیں ہوگا۔

ان کافروں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرو۔ ان کے طور طریقوں کو ترک کرو، ان کے رسم ورواج کو چھوڑو۔ نبی اکرم ﷺ کی ہر سنت کو اپنا کر نبی ﷺ کے ساتھ محبت ہونے کا ثبوت دو۔ خالی زبان سے محبت رسول کا دعویٰ کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا بلکہ عملاً کچھ کرنا پڑے گا جیسا کہ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تعصی الإله وأنت تظهر حبه ..... هذا لعمری فی القیاس بدیع

لو کان حبك صادقاً لأطعته ..... إن المحب لمن یحب مطیع

''تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے، اللہ کی قسم قیاس میں یہ بڑا انوکھا ہے۔ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محبّ اس کی بات مانتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔''

تحریر.....

قاری عنائت اللہ ربانی کاشمیری

میرا عالم باعمل باپ رخصت ہوا..!

والدمحترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں جھنگڑہ ہزارہ میں حاصل کی والدمحترم پہلے حنفی المسلک تھے ،حضرت مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ اور شیخ المشائخ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحمید ہزاروی حفظہ اللہ سے پڑھنے کے بعد اہل حدیث ہوگئے ۔بعدازاں حضرت مولانا اسماعیل ذبیح صاحب رحمہ اللہ آف راولپنڈی سے کسب فیض کیا۔والدصاحب رحمہ اللہ کی تبلیغ پر ہی باقی سارا گھرانہ بھی اہل حدیث ہوا۔سب سے پہلے بورے والہ کے قریب گاؤں میں امامت وخطابت کی پھر چک نمبر۲۵/ای بی عارف والا میں ۱۸/۱۷سال امامت و خطابت کی پھر یہیں تیرہ سال میں پہلی دفعہ صبح کے درس میں قرآن مجید مکمل کیا بڑی بہترین ترتیب اور پابندی سے بروقت ہر کام کرتے تھے ۔تقریباً اڑتالیس سال قبل دیہاتی زندگی میں بھی نماز پنج گانہ بروقت ،درس قرآن وحدیث ،بچوں کی پڑھائی ،روزانہ تقریباً چھ سے آٹھ گھنٹے قرآن کی تلاوت اور مطالعہ ،گھر میں والدہ صاحبہ اور دادی محترمہ رحمہا اللہ کے ذریعے بچیوں کی پڑھائی کا انتظام ۔بلاتفریق ہر مسلک کے لوگوں کی خوشی غمی میں شرکت کرتے ،دوردراز سے لوگ مسائل پوچھنے ،دم کروانے خطبہ جمعہ میں اور عیدین میں شرکت کے لیے حاضر ہوتے ۔مسائل کے بیان میں کسی بڑے سے بڑے صاحب مال واقتدار کی پرواہ نہ کرتے اور خوب تیاری کر کے ڈٹ کر باطل مذاہب کا رد کرتے تھے ۔انداز مہذب اور ناصحانہ ہوتا کہ دیگر مسالک کے عوام برا نہ منائیں ۔۱۹۸۱ء میں جب گوجرانوالہ شفٹ ہوئے تو اس وقت تیسری پشت بچوں کی پڑھ رہی تھی بوڑھوں ،جوانوں اور بچوں نے بالترتیب استفادہ

کیا۔ مسلم چک، کوٹلی مہاراں میں امامت وخطابت کی پھر کچی فتومنڈ جناح روڈ گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کی۔ مستقل خطابت ترک کردی اور تصنیف وتالیف کی طرف توجہ کی۔ خطبات کی طرز پر پانچ کتابیں تالیف کیں جو ان کے لیے عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔

پرائیویٹ طور پر تدریس جز وقتی جاری رکھی اور ساتھ ہی محلّہ کی ''طلحہ مسجد'' پٹواری والی میں ترجمہ کلاس اور حدیث شریف تادم وفات پڑھاتے رہے۔ اللہ قبول فرمائے آمین۔

اخلاق وکردار:

والد صاحب رحمہ اللہ بڑی شرمیلی طبیعت کے مالک تھے ہمیشہ نظریں جھکا کر چلتے راہ چلتے فضول میں دائیں بائیں نہ دیکھتے کوئی خاتون یا بچی دم کروانے آتی تو حسب عادت نظریں جھکا کر پڑھتے اور چہرہ اٹھا کر آنکھیں بند کر کے پھونک مارتے بسا اوقات عزیز واقارب سے بچیاں اکٹھی ہوتیں تو کئی دفعہ ایک کا نام دوسری پر بول دیتے۔ والدہ صاحبہ (اللہ انہیں صحت وسلامتی عطاء فرمائے) کہتیں آپ اپنی عزیزات کے نام ہی بھول جاتے ہیں فرمانے لگے میں نے کبھی نظر بھر کے دیکھا ہی نہیں اس لیے ایسا ہوتا ہے۔ بلند اخلاق پاکیزہ کردار کی وجہ سے گلی محلّہ جماعت والے اور شاگردان کا وسیع حلقہ کہتے ہیں کہ آپ لوگ ہی یتیم نہیں ہوئے بلکہ ہم بھی یتیم ہوگئے ہیں۔

مسلک حق کی تڑپ اور نوجوان قراء اور علماء کی حوصلہ افزائی:

کتنے ہی دوست احباب نے مجھے ذاتی طور پر بتایا کہ کئی مواقع ایسے آئے کہ ہمیں نماز درس، تقریر خطبہ جمعہ کا موقع دیا اور پھر بعد میں تنہائی میں ہماری راہنمائی بھی کی اور وہ باتیں آج تک ہمیں فائدہ دے رہی ہیں۔ پھر مختلف وظائف اور نسخہ جات بتاتے انتظامیہ اور عوام کے ساتھ روابط کے طریقے بتاتے احتیاطی پہلوؤں کی طرف خصوصی توجہ دلاتے۔ بعض دفعہ کتابیں ہدیۃً بھی دیتے۔ مولانا خالد گرجاکھی رحمہ اللہ نے تبلیغی مشن کے لیے جو آٹھ رکنی علماء کا بورڈ بنایا ہوا تھا اس میں والد محترم بھی تشریف لے جایا کرتے۔ وقت دیتے بیانات بھی کرتے مختلف جگہوں پر کتنے ہی لوگوں نے متاثر ہو کر مسلک حق اہل حدیث قبول کیا۔ الحمد للہ علی ذالک

علماء اور قراء کے انتہائی قدر دان:

اسلاف کے بڑے قدر دان تھے بڑی شدومد کے ساتھ ان کا ذکر کرتے تھے بالخصوص حضرت روپڑی صاحب رحمہ اللہ، حضرت شیخوپوری رحمہ اللہ، حضرت لکھوی رحمہ اللہ، حضرت علامہ ظہیر رحمہ اللہ، حضرت گورداسپوری رحمہ اللہ، حضرت الاستاذ ذبیح رحمہ اللہ، حضرت مولانا اسماعیل السلفی رحمہ اللہ، حضرات سیدین غزنوی رحمہما اللہ کے جماعتی، دینی، تنظیمی اور تبلیغی کارناموں کا بتایا کرتے تھے۔ بیماری کے ایام میں جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم کے اساتذہ کرام بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے تو انتہائی نقاہت کے باوجود کہنے لگے مجھے اٹھا کر بٹھاؤ علماء آئے ہیں اور پھر کتنے ہی اکابر علماء کے تذکرے ہوئے جب اساتذہ واپس تشریف لے گئے تو بعد میں آنکھوں میں آنسو آ گئے والدہ محترمہ فرمانے لگیں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے نورانی چہروں والے یہ قرآن وحدیث پڑھانے والے میرے بیٹے کے ساتھ مجھ گناہ گار مریض کو دیکھنے آئے ہیں اس لیے خوشی کے آنسو نکلے ہیں۔ چار ماہ کی شدید علالت کے دروان بھی بڑی اداس طبیعت کے ساتھ اکابر علماء کا تذکرہ کرتے تھے اور خوب ان کے محاسن بیان کرتے۔

تقویٰ اور پرہیز گاری:

ماشاء اللہ بڑے متقی اور پرہیز گار، پابند صوم وصلاۃ، متبع سنت، شریعت پسند اور شریعت پابند تھے۔ خلاف سنت شادی میں نکاح کے لیے نہ جاتے۔ سربراہان انتظامیہ کو منتیں کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ گاؤں میں خطابت کے دوران (تیس، پینتیس سال قبل) ایک آدمی کہنے لگا مجھے فلاں کام کے لیے تعویذ بنا دیں، تحفۃً سات یا دس بکریاں دوں گا۔ کہا تعویذ! اور پھر کام بھی درست نہیں اس لیے نہیں دوں گا۔ ایک دفعہ ایک جگہ چار پانچ لوگوں میں بیٹھ کر ڈرائی فروٹ کھایا کھلانے والے کی حیثیت اور اتنا زیادہ ڈرائی فروٹ شک گزرا، کسی طریقے سے معلوم کیا کہ کہاں سے خریدا ہے؟ اس دوکان پر جا کر اتنا ہی ڈرائی فروٹ خرید کر اس کو پیسے دے کر کہا کہ اس کو یہاں رکھو واپسی پر لیتا جاؤں گا پھر لینے ہی نہ گئے۔ یوں پھر اتقوا الشبہات کا عملی نمونہ بھی ظاہر ہوا۔

بیماری کے ایام اور وفات:

ہیپاٹائیٹس سی جیسے موذی مرض میں مبتلا رہے جس طرح پوری زندگی کبھی نماز نہ چھوڑی نہ گھر میں پڑھی نہ لیٹ کی اسی طرح ایام بیماری میں بھی نماز نہ چھوڑی۔ مسواک پر بھی ہمیشگی کرتے تھے، چھڑی لے کر یا کسی کو ساتھ لے جا کر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے، نماز کے بارے میں تساہل نا قابل برداشت تھا۔ آخری ایام میں جب زیادہ نحیف ہو گئے تو بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے ہیں یا اللہ اور زیادہ محتاج نہ کرنا۔ وفات سے کچھ دن قبل اپنی ترجمہ وحدیث کلاس مسجد طلحہ والی اپنے ساتھی مدرس کے حوالے کی اور نوجوانوں کی بھی بلا کران سے پڑھنے کی تلقین کی۔ ایک عزیز نے کہا کہ مسجد بنانا چاہتا ہوں اسے اپنی لکھی ہوئی کتابیں ایک ہزار کی تعداد میں دیں کہ بیچ کر ایک لاکھ روپیہ مسجد میں لگا دینا۔ میری مسجد عارف اور چھوٹے بھائی کی مسجد کے نمازیوں کے لیے تحفتاً پچاس، پچاس کتابیں دیں۔ اللہ قبول فرمائے آمین! مجھے فرمانے لگے تم مجھے ساتھ لے چلو جہاں میں پڑھاتا ہوں تم پڑھا دیا کرو، بچے پڑھائی میں چلے ہوئے ہیں ان کا نقصان نہ ہو لیکن افسوس کہ میں ایسا نہ کر سکا۔

خاندان میں کئی ایک کے درمیان صلح وصفائی معافی تلافی کرائی اور خود بھی کئی دفعہ سب سے معافی تلافی کرتے رہے۔ ہمیشگی سے وردو وظائف کرتے تھے، علالت کے دوران بھی وظائف کا سلسلہ جاری رہا۔ وفات سے ایک دو دن قبل ہسپتال میں طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اس دوران بھی انگلی کھڑی کر کے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے۔ اہلیہ بتا رہی تھیں کہ بڑی باجی کہہ رہی تھیں کہ خواب میں جہاں بہت اچھے نظر آئے وہاں کلمہ پڑھتے ہوئے بھی نظر آئے۔ خود مجھے ماشاء اللہ چار دفعہ خواب میں بہت اچھی کیفیت میں نظر آئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

آخری رات تقریباً ایک دو بجے واپس مکرم مسجد آ گئے۔ بیٹا محمد ابوبکر سلمہ اللہ تعالیٰ سو چکا تھا صبح باتھ روم جاتے وقت مسواک اور وضوء کے وقت پاس ہی تھا بعد میں مجھے بتاتا ہے بابا دادا ابو نے بڑا کمال کا وضوء کیا۔ یعنی صحت اور بیماری میں بھی اہتمام کے ساتھ وضوء، مسواک نماز کی طرف رغبت کرتے تھے۔ آخری صبح وضوء کے بعد نقاہت کی وجہ سے لیٹ گئے اور نماز شروع کر دی ہاتھ بندھے ہوئے

ہیں بس پھراسی نماز کی حالت میں ہی موت کا ہاتھ پڑ گیا۔آنکھیں ٹھہر گئیں ،گفتگو کا سلسلہ ختم ہوگیا دنیاوالوں کی پہچان ختم ہوگئی۔

ایک دعا:

اللہ ہمیں بھی ایک آنے والے مسیح کے مصداق کردے کہ جس کی نماز اچھی اس کی زندگی اچھی ،جس کی زندگی اچھی اس کی موت اچھی ،جس کی موت اچھی اسکی قبر اچھی ،جس کی قبر اچھی اس کی آخرت اچھی ،جس کی آخرت اچھی اس کی جنت پکی۔اللھم اجعلنا منھم بس اسی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔انا للہ و انا الیہ راجعون اور آخری وقت میں یہ دعاء بھی قبول ہوگئی کہ یا اللہ مجھے صبح کی نماز کے بعد موت آئے۔اللھم اغفرلہ و ارحمہ

نماز جنازہ:

محترمی ومکرمی حضرت حافظ اسعد محمود السّلفی حفظہ اللہ نے بڑے رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔حضرت حافظ صاحب نے اور مولانا حکیم عثمان بشیر سعیدی صاحب نے چند کلمات خیر بھی فرمائے۔شہر بھر سے اور دور دراز سے علماء،قراء،حفاظ،طلباء عوام الناس،شیوخ الحدیث کثیر تعداد میں تشریف لائے اور اللہ کے اس بندے کو رب کے حضور رخصت کیا۔جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔اللہ ہمیں بھی ان بزرگوں کے پاکیزہ مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین!

ھمارا فیصلہ

گستاخ رسول کی اب ایک ہی سزا

ہو سر تن سے جدا، ہو سر تن سے جدا

(طلباء جامعہ محمدیہ حاصل پور)

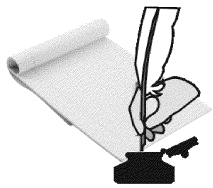

شیخ الاسلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر شہید رحمہ اللہ

تحریر..... حکیم مدثر محمد خان، سمندری

شیخ الاسلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ اولا مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی (۱۹۱۲ء-۱۹۸۷ء) کے جامعہ سعیدیہ، خانیوال میں حفظ قرآن اور درس نظامی کی تعلیم پائی۔ پھر جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں پڑھنے لگے۔ اسی دوران ۱۹۷۰ء میں فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۷۲ء میں جامعہ سلفیہ سے سند فراغ 'الشہادۃ العالیہ' بدرجہ ممتاز حاصل کی۔ ۱۹۷۸ء میں جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ سعودی عرب کے کلیۃ الشریعہ میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۸۳ء میں 'الاجازۃ العالیۃ (بی اے آنرز) کے مستحق گردانے گئے۔ ۱۹۸۴ء میں وفاق المدارس السّلفیہ، فیصل آباد سے شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (ایم اے عربی واسلامیات) کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۸۵ء میں جامعہ پنجاب لاہور سے ایم اے اسلامیات کیا۔ ۲۰۰۲ میں انھوں نے جامعہ پنجاب ہی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ علاوہ ازیں انھوں نے شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (۱۹۰۹ء-۱۹۸۷ء) سے سند اجازۃ الروایۃ حاصل کی (۱)۔

آپ کے اساتذہ کرام میں سے جن اصحاب علم وفضل کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۳،۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء، ۸،۹ صفر ۱۴۰۸ کی درمیانی شب)

مولانا حافظ محمد عبداللہ بڈھی مالوی (م: ۷ مئی ۱۹۸۷)

مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی (م: ۶ جولائی ۱۹۷۸ء/ ۹ ذوالقعدہ ۱۴۰۷ھ)

مولانا محمد داود راغب رحمانی (م: ۵ نومبر ۱۹۹۵ء)

مولانا ثناء اللہ ہوشیار پوری (م: ۱۵ اپریل ۱۹۹۸ء)

مولانا علی محمد حنیف السّلفی (م: ۱۳ اپریل ۱۹۹۸ء)

مولانا حافظ محمد بنیامین طور (م:۱۶جولائی ۲۰۰۹ء/۲۲رجب ۱۴۳۰ھ)

مولانا محمد عبدہ الفلاح فیروز پوری (م:۳۰جون ۱۹۹۹ء)

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (حال وارد: دی یونیورسٹی آف فیصل آباد)

فضیلۃ الاستاذ ابوبکر جابر الجزائری

فضیلۃ الاستاذ عبدالرؤف اللبدی

فضیلۃ الاستاذ عبدالمحسن بن محمد العباد (۲)

اب حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کی عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے آخری دم تک بھرپور، مصروف اور متحرک زندگی گزاری۔ ان کی حیات کے مختلف گوشوں اور خدمات کے متنوع پہلوؤں کو حائطہ تحریر میں لانے کے لیے بلاشبہ سینکڑوں صفحات کی ضرورت ہے۔ چند اوراق میں ان کے معاملات حیات کی معمولی سی جھلک ہی دکھائی جاسکتی ہے وہ عہد طالب علمی ہی سے بہت متحرک تھے انھوں نے جمعیت طلبہ اہلحدیث، مغربی پاکستان کے قیام میں مرکزی کردار ادا کیا اور پہلے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے اور اپنی ذمہ داری کو خوب نبھایا (۳)۔

۱۹۷۲ء سے لے کر ۱۹۷۷ء تک مختلف مدارس (مدرسہ دارالحدیث حافظ آباد، اور مدرسہ ضیاء السنہ راجا جنگ ضلع قصور) میں درجہ علیا کے طلباء کو حدیث تفسیر، فقہ اور قواعد پڑھاتے رہے۔ جامعہ سعیدیہ خانیوال سے بھی انسلاک رہا۔ ۱۹۷۸ء میں انھیں شیخ الحدیث مولانا ثناء اللہ بن عیسیٰ خان مدنی لاہوری کے ایماء پر میاں فضل حق (م:۱۲جنوری ۱۹۹۶ء) نے جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے ''ادارۃ البحوث الاسلامیہ'' کا سربراہ بنادیا۔ اس دوران میں انھوں نے الادب المفرد للبخاری، تلخیص الحبیر لابن حجر، المنتقی لابن الجارود اور بعض دیگر مفید کتب شائع کیں (۴)۔

چوہدری محمد یسین ظفر، مدیر الجامعہ السلفیہ فیصل آباد لکھتے ہیں:

''مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب سے واپسی پر انھوں نے مکتب الدعوۃ، لاہور میں بطور محقق کے

کام کا آغاز کیا۔ اس وقت کے مدیر الشیخ عبدالعزیز العتیق آپ سے بے حد متاثر تھے۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ نے بڑی محنت اور لگن سے ادارے میں کام کیا اور تادمِ مرگ مکتبہ الدعوۃ کے ساتھ ہی منسلک رہے اس دوران میں جتنے بھی مدراء تشریف لائے وہ آپ کی علمی حیثیت سے معترف رہے۔ جن میں الشیخ ابراھیم الفالح ، الشیخ یحییٰ الیحییٰ ، الشیخ عبدالرحمن السعیدی ، الشیخ عطاء اللہ اور موجودہ مدیر مکتب الدعوۃ الشیخ محمد بن سعد الدوسری قابل ذکر ہیں۔ الشیخ الدوسری عرصہ دس سال سے پاکستان میں دعوتی، تبلیغی اور تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور آپ نے پاکستان کے طول وعرض میں موجود دینی مدارس اور تعلیمی مراکز کا دورہ کیا ہے اور مکتب الدعوۃ کی زیرنگرانی کام کرنے والے دعاۃ ومدرسین کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے سفر کیا۔ اس پورے سفر میں حضرت حافظ عبدالرشید اظہر ان کے ہم رکاب رہے۔ اسی طرح پاکستان میں منعقد ہونے والی بڑی کانفرنسوں اور جلسوں میں بھی آپ سعودی مہمانوں کی ترجمانی کے فرائض سرانجام دیتے رہے (۵)۔

ایک سال انھوں نے کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور میں ایم اے عربی کے طلباء کو بطور اعزازی استاذ پڑھایا۔ ۱۹۸۷ء میں انھوں نے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن لاہور میں زیر تربیت قاضیوں کو اصول اجتہاد پر چھتیس محاضرات دیے۔ ۱۹۹۹ء میں پولیس کالج سہالہ اسلام آباد میں آفیسرز ٹریننگ کورس میں انسانی حقوق پر لیکچر دیے۔ ایک عرصہ تک آپ وفاقی شرعی عدالت کے فقہی مشیر رہے تبلیغ اسلام کے لیے غیر ملکی اسفار بھی کیے۔ (۶)

میرے والد گرامی قدر مولانا محمد بن یعقوب آل مبارک فاضل مدینہ یونیورسٹی - معتنا باللہ بطول حیاتہ - کی لائبریری میں ''العجالۃ النافعۃ'' موجود ہے، اسی وجہ سے راقم السطور جناب حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے نام اور مقام سے بدوِ شعور ہی میں واقف ہو گیا تھا۔ مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کا تحریر کردہ رسالہ بھی دیکھا تھا۔ لیکن ان کی زیارت کا شرف پہلی بار ۲۰۰۰ء میں ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مرید کے میں سالانہ تقریب اختتام بخاری کے

موقع پر اصحاب انتظام نے ایک ملک گیر علماء کنونشن منعقد کیا اس میں ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ نے صحیح بخاری شریف کی آخری حدیث پر ایک منفرد انداز میں درس دیا۔ان کے الفاظ پردہ سماعت سے ٹکرا کر لوح قلب پر منقش ہو گئے۔اس کے بعد کئی بار ان کی زیارت کرنے ان کو سننے اور ان کی خدمت میں سلام عرض کرنے کا موقع ملا۔

چوہدری محمد یسین ظفر ان کے درس بخاری پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''پاکستان میں آپ کا قابل قدر اور شاندار کارنامہ بخاری شریف کی آخری حدیث پر ایک نئے اسلوب کے ساتھ درس کا آغاز ہے گزشتہ ایک دہائی میں آپ نے بیسیوں مقامات پر نہایت منفرد اسلوب میں یہ درس دیے اور بار بار ایک جگہ پر تشریف لے جاتے رہے لیکن ہر بار ایک نئے مضمون کے ساتھ اپنا درس دیا۔آپ کو اپنے موضوع پر اس قدر گرفت ہوتی کہ اس کا کوئی گوشہ تشنہ نہ رہتا اور تمام سامعین مستفید ہوتے۔آپ کی گفتگو میں عوام کے لیے بھی بہت سا مواد اور علماء کے لیے علمی نکات ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ علماء کے ساتھ ساتھ عوام میں بھی یکساں مقبول تھے۔''(۷)

مولانا حمید اللہ خاں عزیز ارشاد فرماتے ہیں:

''انھوں نے درس بخاری کے ذریعے عام مسلمانوں کی جہالت کے خاتمے اور ان کی ذہنی و مادی اصلاح کا کام شروع کر دیا تھا۔''(۸)

یہ میری خوش بختی ہے کہ ان کے ایک درس بخاری میں مجھے باقاعدہ طور پر شرکت کرنے کا موقع ملا۔راقم نے ۲۰۰۷ء میں جامعہ تعلیم الاسلام، ماموں کانجن میں شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد بنیامین طور رحمہ اللہ (۱۹۳۴ء-۲۰۰۹ء) سے صحیح بخاری پڑھی۔صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس ارشاد فرمانے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کو مدعو کیا گیا تھا۔۱۲ اگست ۲۰۰۷ء کو انھوں نے نماز عصر کے بعد شاہ محمد اسماعیل شہید ہال، جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں ہمیں درس دیا۔سٹیج پر حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد بنیامین طور رحمہ اللہ اور مولانا عبدالقہار (صاحب زادہ برق التوحیدی) بھی تشریف فرما تھے۔علامہ برق صاحب اور ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ دونوں حافظ محمد بنیامین طور رحمہ اللہ کے

تلامذہ میں سے تھے۔ ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ نے حافظ صاحب رحمہ اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں القاب وآداب کے ساتھ پکارنے والے تو بہت ہیں لیکن ہم اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں نام لے کر بلانے والے بھی اب تک موجود ہیں۔ انھوں نے خاص طور سے ہم طلباء کو نصیحت فرمائی تھی کہ تم میں سے ہر کوئی توحید پر ضرور لکھے، خواہ ایک پمفلٹ ہی کیوں نہ ہو۔ بنا بریں راقم انھیں اپنا شیخ اور استاذ سمجھتا ہے۔ ان کی شہادت کے بعد اختتام بخاری کی تقریبات سونی سونی نظر آتی ہیں۔

تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی ڈاکٹر صاحب کی زندگی کا طرہ امتیاز تھا۔ مولانا محمد مالک بھنڈر حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ رب العزت کا مجھ فقیر پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ مرحوم حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کی ضیافت کا ایک بار موقع ملا یہ چند سال قبل کی بات ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ محترم حافظ عبدالرشید اظہر صاحب کے گوجرانوالہ میں دو بیانات تھے۔ ایک دن ایک خطاب اور دوسرے دن ایک اور مقام پر دوسرا خطاب تھا۔ ہم نے درخواست کی کہ ہمیں خدمت کا موقع دیں تو اظہر صاحب رحمہ اللہ نے قبول فرمالی۔ جامع مسجد آمنہ (سپر ایشیا، گوجرانوالہ) کی لائبریری میں آپ کے قیام وطعام کا بندوبست کیا گیا۔ تقریباً صبح آٹھ بجے کے قریب حافظ صاحب تشریف لائے، روزہ کی حالت میں تھے۔ آپ کے آرام کا انتظام کر کے ہم چلے گئے۔ ظہر کی نماز سے آدھ پون گھنٹہ قبل میں نے آپ کو بیدار کرنے کے لیے دروازہ کھولا تا کہ وضو کراؤں، میں نے دیکھا کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ قرآن مجید کھول کر کلام الٰہی کی تلاوت کر رہے تھے۔ ظہر کی نماز ادا کی گئی اور میں آپ سے آرام کی درخواست کر کے چلا گیا۔ پھر عصر کی نماز سے کچھ دیر پہلے لائبریری کا دروازہ کھولا تو حافظ صاحب بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ پھر قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو گئے..... (اگلے روز) سحری کے وقت کھانا لے کر حاضر ہوا تو اظہر صاحب رحمہ اللہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، سحری کا کھانا کھایا، فجر کی نماز کی امامت کروائی۔ اور نماز میں سورۃ زمر کے آخری رکوع کی تلاوت فرمائی۔ نماز میں تلاوت کی ہوئی آیات کی آپ نے تفسیر بیان کرتے ہوئے

درس قرآن ارشاد فرمایا: یقولون سلام علیکم ،ان الفاظ کو بار بار دہراتے رہے اور ہاتھ سے سلام کا اشارہ فرماتے رہے.....یہی وہ بندگان الٰہ ہیں جن کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ ان کا ظاہر و باطن پاک ہے۔(۹)

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے مولانا حمید اللہ خاں عزیز لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر صاحب بڑے ذی وجاہت عالم دین تھے ان کا ذوق خالصتاً محدثانہ تھا۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ ایک کامیاب مدرس، زبردست خطیب، حاضر جوابی اور نفاست طبع کے حسین مرقع اور پوری دنیا میں جماعت اہلحدیث کی پہچان اور تعارف تھے۔(۱۰)

برادرم مولانا عزیز صاحب مدظلہ العالی نے ان کا انٹرویو بھی کیا تھا۔ وہ ماہنامہ تفہیم الاسلام، احمد پور شرقیہ کے شمارہ نمبر ۲۷ میں شائع ہوا تھا ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اہلحدیث تو حدیث فکر سے عبارت ہے۔ تحریک اہلحدیث ہر دور میں باطل کے خلاف اپنا کردار ادا کرتی رہی ہے۔ اہل حدیث نے ہر زمانے میں ایک علمی تحریک کا کردار پیش کیا ہے۔ اہل حدیث نے امت مسلمہ کے افکار و عقائد، ان کی تہذیب و ثقافت کی اس طور سے علمی و فکری رہنمائی کی کہ آج مغرب اور یورپ کے فکر و فلسفہ، ان کی ثقافت اور تمدن مسلم معاشروں میں نفوذ پذیر نہیں ہو رہا۔(۱۱)

وہ اتحاد اہلحدیث کے بہت بڑے داعی تھے۔ اس سلسلے میں انھوں نے عملاً اقدامات کیے تھے۔(۱۲) وہ یہ خواہش دل میں لیے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اب دیکھتے ہیں کہ اس مشن کی آبیاری کس کے حصے میں آتی ہے بہر حال ان کے اس نظریہ اتحاد کو عملی شکل دینی چاہیے تاکہ یہ عمل ان کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔

کام، کام اور بس کام کی عملی تصویر ڈاکٹر صاحب کی مستقل مزاجی کے بارے میں حافظ عبدالماجد ان الفاظ میں وضاحت کرتے ہیں۔

''موصوف کو اپنے کام سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور وہ کبھی اس کام میں تھکتے نہ تھے۔ انھوں

نے تپتی دھوپ کا خیال کیا نہ سردی و بارش کا، فاصلوں کی صعوبت کو دیکھا نہ راستوں کی دشواری کو رکاوٹ سمجھا اور نہ ہی پیرانہ سالی کی کمزوریوں کو عذر بنایا۔ رات دن ایک کر کے دین کی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت میں مصروف عمل رہے۔ (۱۳)

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کے بعض مخفی گوشوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے مولانا محمد زبیر آل محمد تحریر کرتے ہیں:

''ایک دن آپ نے فون کیا کہ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں ناڑی کا رہائشی عبدالقیوم اپنے ڈیرے پر مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں مجھے درخواست کر رہا ہے اور میرے پاس کچھ ذاتی فنڈ ہے جو مسجد کے لیے خاص ہے اگر وہ جگہ مستحق ہے آپ نے اس کو دیکھا ہے تو میں اس کی مسجد اس فنڈ سے تعمیر کرادوں گا۔ میں نے یقین دہانی کرائی کہ واقعی یہ ایک مخلص اور متحرک نوجوان ہے۔ اس کے ڈیرے پر مسجد کی اشد ضرورت ہے تو آپ خود مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے تشریف لائے اور اس کی مسلسل نگرانی بھی فرماتے رہے۔ آپ جہاں بڑے بڑے مدارس کی تقاریب بخاری کو رونق بخشتے اور جلسوں کی زینت بنتے، وہاں دیہاتوں اور ڈیرہ جات کی مساجد اور چھوٹے چھوٹے مدارس کو بھی ہمیشہ یاد ہی نہ رکھتے بلکہ وہاں گاہ بگاہ خود تشریف لاتے، ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور اپنے مفید مشوروں سے نوازتے۔'' (۱۴)

ہمارے اس نواح میں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے علاوہ جامعہ کریمیہ اسلامیہ، سمندری میں بھی تین مرتبہ تشریف لائے۔ آخری مرتبہ ۱۱ر جولائی ۲۰۱۱ء کو جامعہ کریمیہ اسلامیہ میں قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ اور ائمہ، خطباء اور مدرسین کے یک روزہ تربیتی کنونشن اور ورکشاپ سے ''سنت کی اہمیت اور مقام'' کے موضوع پر علم کے موتیوں سے علماء، طلباء اور شائقین کی جھولیاں بھریں۔

تدریس، خطابت اور تحریر، یہ تینوں خوبیاں بیک وقت بہت کم لوگوں میں جمع ہوتی ہیں ان کے ہم عصروں میں جن اصحاب علم نے دعوت و تبلیغ اسلام کے یہ تینوں ذرائع استعمال کیے، اور احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے ان وسائل کو بروئے کار لائے۔

ان میں ہمارے ممدوح ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کا نام نامی بہت بلند ہے۔ راقم نے ان کے مضامین ومقالات تو بہت دیکھے ہیں لیکن میری حرماں نصیبی ہے کہ ان کی کسی مستقل کتاب کے مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ عجالہ نافعہ کا عربی ترجمہ، حضرت والد گرامی کے پاس ہے۔ میں نے اس کے مندرجات اور تعلیقات سے استفادہ کیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعارف کرادیا جائے۔

ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فكانت الرساله باللغة الفارسية لأنها إذ ذاك فى الهند عموما لغة علمية فأما الآن فهى متروكة قريبا فلذا تصدينا بأمر بعض شيوخنا وأحباء نا لنقلها إلى العربية و حققناها وعلقنا عليها التعليقات لتسهل حصول الفائدة المرجوة منها. (١٥)

یعنی یہ رسالہ فارسی زبان میں تھا کیونکہ اس (کی تالیف کے عہد میں) ہندوستان کی علمی زبان عموماً یہی تھی۔ اب تقریباً متروک ہوچکی ہے اس لیے میں نے اپنے بعض شیوخ اور دوستوں کے ارشاد سے اسے عربی میں منتقل کیا، اس کی تحقیق کی، اس پر تعلیقات لکھیں تاکہ مطلوبہ فوائد بآسانی حاصل ہو سکیں، التعليقات الساطعة کا مقدمہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے بعنوان ((فرائد الفوائد المهمة)) تحریر فرمایا۔ آغاز میں علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۷۷۶ء-۱۸۱۲ء) کے حالات ڈاکٹر صاحب کے برادر اکبر حکیم حافظ عبدالستار حفظہ اللہ نے تحریر فرمائے۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے ڈاکٹر صاحب کو قلبی لگاؤ تھا۔ انھوں نے اپنی اس کاوش کا انتساب اپنی مادر علمی کے نام بایں الفاظ کیا:

الانتساب

إلى ادارتنا المركزية العلمية المباركة

الجامعة السلفية بلائلفور

زادها الله شرفا وإفادة

خريجها

عبدالرشيد عفا الله عنه

انھوں نے کتاب کے آخر میں اپنے استاذ اور سسر مولانا ابوالحسنات علی محمد السعیدی کی اسناد حدیث ذکر کی ہیں۔اوراس کے رجال کا مختصر تعارف کرایا ہے۔اس کے بعد فهرس الأعلام المترجم لهم فی التعلیقات کے تحت اس تعلیق کے رجال کی اشاریہ سازی کی گئی ہے۔پھر تعلیقات کے مآخذ ومراجع کو الف بائی ترتیب کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ان کی تعداد ایک سو اٹھارہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے اس کام میں «اتحاف الاکابر بإسناد الدفاتر» پر مولانا عطاء اللہ حنیف محدث بھوجیانی رحمہ اللہ کے حاشیے سے بالخصوص استفادہ کیا ہے نیز مولانا مفتی عبدہ الفلاح فیروز پوری کے مشوروں کو خاص اہمیت دی۔اسے ۱۳۹۵ھ میں مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ نے جامعیہ سعیدیہ خانیوال سے شائع کیا تھا۔ رحمهم الله اجمعين

ڈاکٹر صاحب کی چند تحریری خدمات علم میں آئی ہیں ساری نہیں، تفصیل یہ ہے۔

۱۔التعلیقات الساطعة اس کا تعارف سطور بالا میں کرایا گیا ہے۔

۲۔ مولانا سید محمد داود غزنوی حالات زندگی

۳۔دینی مدارس کے نصاب اور طرز تعلیم پر ایک نظر (مطبوع قسطوار)

۴۔معیشت اور اخلاق کا باہمی تعلق، شاہ ولی اللہ کے افکار کی روشنی میں (مطبوع قسطوار)

۵۔المصالح المرسلة فی الشریعة الإسلامیة (مقالہ برائے الاجازۃ العالیہ، جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ)

۶۔ المقارنة بین التفسیر المظهری وفتح البیان (مقالہ برائے دکتوراہ بزبان عربی جامعہ پنجاب لاہور)

۷۔ الشیعة والتصحیح الصراع بین الشیعة والتشیع للدکتور موسی الموسوی کا اردو ترجمہ بنام ''اصلاح شیعہ''

۸۔تفسیر سورۃ الفاتحہ اسلام آباد کے کسی رسالہ میں قسط وار شائع ہوئی۔

۹۔عقیدہ، فقہ اور سیاست میں محدثین کا منہج (خطاب، مطبوع در مقالات تربیت)

۱۰۔مقدمہ کتاب التوحید من الصحیح البخاری

۱۱و۱۲۔تراجم قرآن مجید، فتح الحمید اور فتح الرحمٰن کی تحقیق کی۔(۱۶)

اس کے علاوہ انھوں نے متعدد کتابوں پر علمی مقدمے لکھے۔ نیز ان کے بے شمار مضامین ومقالات بزبان عربی واردو مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔ان کو یکجا شائع کرنا خالص علمی خدمت ہوگی۔ان کی زندگی کھلی کتاب کی مانند تھی۔کھلی کتاب وہ ہوتی ہے جس سے ہر طالب شائق اپنی ہمت اور بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ اخذ کر لیتا ہے۔ بلاشبہ ان کی تقریروں، دروس اور خطبات سے عوام اور اہل علم کو بہت فائدہ پہنچا۔مگر اس سے بھی بڑھ کر خلق کثیر آپ کے اخلاق وکردار سے متاثر ہوکر اپنے عقیدہ وعمل کی اصلاح میں مصروف ہوگئی۔

۵۹ سال کی عمر میں ۱۷ مارچ ۲۰۱۲ء کو مہمانوں کے بہروپ میں آنے والے درندوں نے انھیں شہید کردیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ

یادوں کا بندھن توڑنا اتنا آسان نہیں ہے
کچھ لوگ دلوں میں بس جاتے ہیں لہو کی طرح

حوالہ جات:

۱۔محمد اسحاق بھٹی، برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص ۲۸۳، مولانا محمد یسین ظفر چودھری ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد، اداریہ: ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کی مظلومانہ شہادت، ش ۴، ج ۴۵، ص ۴

۲۔ایضاً، محمد اسحاق بھٹی، دبستان حدیث، ص: ۳۸۴ محمد اشرف جاوید، وفیات الاعیان وغیرہ

۳۔چودھری محمد یسین ظفر، ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد، ش ۴، ج ۴۵، ص ۵

۴۔أیضاً

۵۔ایضا، ص: ۵۔۶

۶۔محمد اسحاق بھٹی، برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص: ۲۸۴

۷۔چودھری محمد یسین ظفر، ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد، ش ۴، ج ۴۵، ص ۶

۸۔حمید اللہ خاں عزیز، ماہنامہ تفہیم الاسلام، احمد پور شرقیہ، ص ۳ ٹائٹل

۹۔مولانا محمد مالک بھنڈر، سہ ماہی مجلّہ المکرّم گوجرانوالہ، ش:۱۳، ص ۷، ۸

۱۰۔حمید اللہ خاں عزیز، ماہنامہ تفہیم الاسلام، احمد پور شرقیہ، ص ۳، ٹائٹل

۱۱۔اُیضاً ۱۲۔اُیضاً

۱۳۔حافظ عبدالماجد، جدی و مشفقی ہفت روزہ الاعتصام، لاہور ش:۲۲، ج ۶۴، ص:۱۴

۱۴۔محمد زبیر آل محمد، علماء کے ٹپکتے آنسو، ایضاً، ص:۲۵

۱۵۔حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ التعلیقات الساطع (علی العجالۃ النافعۃ) ص:۷

۱۶۔محمد اسحاق بھٹی، برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص:۲۸۴، ۲۸۵،

حافظ ریاض احمد عاقب، متکلم اسلام حافظ عبدالرشید اظہر، ہفت روزہ الاعتصام، لاہور ۲۲/۶۴/۲۲، ۲۳

غازی عبدالقیوم کوچوان رحمۃ اللہ علیہ کو سلام

۱۹۳۳ء کے اوائل میں آریہ سماج حیدر آباد سندھ کے سیکرٹری نتھو رام نے ہسٹری آف اسلام نام کا ایک کتابچہ لکھا۔ اس میں اس نے ناموس رسالت پر رکیک حملے کیے۔ مسلمان مشتعل ہو کر میدانِ احتجاج میں اتر آئے۔ ضلع ہزارہ کے دور افتادہ گاؤں ''غازی'' کا ایک مکیں ''عبدالقیوم'' جو کہ ایک سادہ اور انتہائی غریب آدمی تھا۔ اور تانگہ چلاتا تھا۔ اس نے بھری عدالت میں نتھو رام کے پیٹ میں خنجر گھونپ کر اسے بھی کیفر کردار تک پہنچایا اور اپنی عاقبت سنواری۔ حب رسول سے سرشار عبدالقیوم سے جب پوچھا گیا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ تو جوش نے کہا: اس خنزیر کے بچے نے میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی۔ اس کی یہی سزا تھی۔ ایسے ہی جاں نثاروں اور سرفروشوں کی بابت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے کہا ہے:

ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں خون ان کا، حرم سے بڑھ کے ہے (محمد عمران حاصل پوری)

اک جواں ہمت مبلغِ اسلام

تحریر.....حافظ ریاض احمد عاقب
(مرکز ابن القاسم ملتان)

محترم قارئین کی خدمت میں ایک خوش مزاج، خوش کلام، زندہ دل، بزلہ سنج عالمِ دین اور جواں ہمت مبلغِ اسلام کی داستانِ حیات کے چند واقعات آپ حضرات کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں کہ جن کا عہدِ شباب وعہدِ کہولت مسلکِ حق کے پرچار، ختم نبوت کے دفاع، جماعت اہلِ حدیث کی تنظیم، نفاذِ اسلام اور قرآن وسنت کی نشر واشاعت میں گزر چکا ہے ان سب سے میری مراد بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ کی شخصیت ہے۔ جو پیرانہ سالی میں بھی صدائے حق بلند کرنے میں پیش پیش تھے۔ الحمدللہ

ایک صدی پیشتر 1916ء کے قریب ضلع گورداسپور (انڈیا) میں پیدا ہونے والا یہ مردِ حق فاتح قادیان، شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقاریر سے متاثر ہوکر عصری تعلیم ترک کرکے دینی تعلیم کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ وہ باذوق متعلم جسے امام العصر حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ جیسے جلیل القدر عالمِ دین سے شرفِ تلمذ بھی حاصل ہوا۔

وہ خطیبِ لاثانی کہ جس نے 1937ء میں خطابت کے وسیع وعریض میدان میں ایسا قدم رکھا کہ آج (2012) میں بھی تادم آخریں اسی ہمت وحوصلہ اور صبر واستقامت سے فریضہ تبلیغ ادا کرتا رہا۔ وہ خود بوڑھا لیکن اُس کا عزم جواں تھا۔ وہ مردِ حق کہ جس نے ختم نبوت کا ہر محاذ پر بھرپور دفاع کیا۔

وہ عظیم شخصیت جس نے اپنی آنکھوں سے پاکستان بنتے بھی دیکھا اور تحریکِ پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا، اس جواں ہمت مبلغِ اسلام کا شمار ان داعیان حق اور ارباب حق وصلاح میں ہوتا ہے جن کی زندگی کا مقصد دعوت حق کی نشر واشاعت اور اصلاحِ معاشرہ ہے۔

اس جواں ہمت مبلغِ اسلام کو یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ 1949ء میں بوریوالا کی ایک چھوٹی سی

مسجد میں قدم رکھا اور 63 سال ایک ہی جگہ گزار دیئے۔

مولانا گورداسپوری بوریوالا جماعت کی دعوت پر جب تشریف لائے تھے تو چبوترہ نما ایک چھوٹی سی مسجد میں دعوتِ تبلیغ کا آغاز فرمایا تھا۔ رفتہ رفتہ دعوت کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا اور آج وہاں ایک شاندار مرکز اہلِ حدیث (مرکزی جامع مسجد اہلِ حدیث E بلاک) کے نام سے آباد ہے۔ یہ سب مولائے کریم کا فضل وکرم اور اس جواں ہمت مبلغِ اسلام کی استقامت اور ثباتی کا نتیجہ ہے۔ اور اُن کے پوتے محمد سہیل گورداسپوری کے مطابق اب بوریوالا شہر میں اہلِ حدیث مساجد کی تعداد 40 سے بڑھ چکی ہے (الحمدللہ)

اس جواں ہمت مبلغِ اسلام نے علم وحکمت اور عمل پیہم سے اپنی قابلیت کا سکہ اس انداز سے منوایا ہے کہ آج آپ کی عظمت وسطوت کے اپنے بھی قائل ہیں اور اغیار بھی، آپ کی ظریفانہ شخصیت کے اپنے بھی مداح ہیں اور غیر بھی۔

مولانا موصوف کبھی بھی خودغرضی، طمع ولالچ، تنگ مزاجی، بے مروتی اور ریاکاری کا شکار نہیں ہوئے۔ جس کی وجہ سے مولانا ممدوح نے ایک ہی جگہ بیٹھ کر دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا ہے۔ آپ کی یہ روش ان تن آسان حضرات کے لیے چراغِ راہ ہے جو اس میدان کے راہی ہیں کہ وہ طمع ولالچ وغیرہ ایسی صفات ترک کر دیں تاکہ وہ اوجِ ثریا کی بلندیوں تک پہنچ سکیں۔

شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دم ہے اگر تو تو نہیں ہے خطرۂ افتاد

بابا جی عبداللہ گوداسپوری رحمہ اللہ سے راقم کی باقاعدہ ملاقات 11 جولائی 2010ء بمطابق رجب 1431ھ کو ہوئی۔ اگرچہ مرکزی جمیعت اہل حدیث کے اجلاس منعقدہ " دی ایلما " خانیوال روڈ ملتان میں مولانا موصوف سے مصافحہ کرنے کا شرف اس سے قبل حاصل کر چکا تھا۔

ہوا یوں کہ اتفاق سے راقم کو بوریوالا شادی کی دعوت میں شرکت کا موقع ملا۔ میں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے بوریوالا جانے کا عزمِ مصمم کر لیا تاکہ اسی بہانے مبلغ اسلام مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔

ناچیز نمازِ عصر سے قبل کشاں کشاں مرکزی جامع مسجد اہل حدیث ای بلاک جا نکلا۔ جب مسجد میں پہنچا تو دیکھا مولانا ممدوح ایک چارپائی پر درویشانہ انداز میں محوِ استراحت تھے۔ مولانا گرامی کو بیدار کرنا نامناسب سمجھا۔ مسجد کے اندر جا کر تحیۃ المسجد ادا کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ مولانا کسی آواز کا کھٹکا سُن کر جاگ اُٹھے۔ ناچیز کو انہوں نے بلایا۔ ان کی خدمتِ عالیہ میں ناکارہ حاضر ہوا اور مصافحہ کیا۔ مولانا کو اپنے آنے کا مدعیٰ بیان کیا کہ ملاقات کی غرض سے ملتان سے آیا ہوں۔ وہ بہت خوش ہوئے اور پھر گفتگو کا اک سلسلہ چل نکلا۔

پاک و ہند کے علمائے اہلِ حدیث کا تذکرہ شروع ہو گیا، آپ کے طرزِ تکلم اور مزاح آمیز گفتار سے خوب محفوظ ہوا۔

نمازِ عصر راقم نے ان کے پاس مسجد میں ہی ادا کی، نماز کے بعد مولانا موصوف نے معمول کے مطابق درسِ قران و حدیث ارشاد فرمایا، اس درس میں انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمروؓ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما کے بارے میں سامعین کرام کے علم میں اضافہ فرمایا۔ بعد از درس مولانا موصوف اپنے حلقہء احباب کو ناچیز کا تعارف کروانے لگے کہ یہ صاحب ملتان سے ملاقات کی غرض سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ بعد ازاں راقم نے ان سے اجازت لی اور گھر کی طرف رختِ سفر باندھا۔

راقم کی مولانا ممدوح سے دوسری ملاقات 5 نومبر 2010ء بمطابق 27 ذی القعدہ 1431ھ اس وقت ہوئی جب وہ جامع مسجد رحمانیہ اہلِ حدیث احمد آباد ملتان میں درسِ قرآن کی غرض سے تشریف لائے، ان کے چھوٹے لختِ جگر محترم جناب زبیر احمد گورداسپوری اور صاحب ذوق پوتے محترم محمد سہیل گورداسپوری بھی انکے ہمراہ تھے۔ راقم اپنے دوست محترم جناب مولانا عبدالرحیم ڈیروی کے ہمراہ احمد آباد جامع مسجد رحمانیہ پہنچا۔

مولانا عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ نے تذکرہ علمائے اہلِ حدیث کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ مولانا موصوف نے خطاب کے آغاز میں تین مرتبہ الحمدللہ پڑھا، بعد ازاں انہوں نے وضاحت فرمائی کہ انہوں نے تین مرتبہ الحمدللہ اس لئے پڑھا کہ ایک تو 75 سال بیت چکے ہیں دین اسلام کی خدمت

میں مصروف ہوں۔ دوسرا میرا ملتان شہر سے 80 سالہ پرانہ تعلق ہے تیسرا آپ لوگوں نے ایک بار پھر مجھے ملتان شہر کی اس جامع مسجد کے اندر خطاب کرنے کی دعوت دے کر لب کشائی کا موقع دیا۔

مولانا گورداسپوری حفظ اللہ نے اس خطاب میں عہدِ رفتہ کے علمائے اہلِ حدیث کی خدمات جلیلہ اور مساعیٔ حسنہ کا خوب تذکرہ فرمایا۔ مولانا موصوف نے دورانِ تقریر واضح کیا کہ ملتان شہر کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ یہاں تقسیمِ ہند سے قبل دو آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ جن کی صدارت شیرِ اسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ نے فرمائی۔

قارئین کرام کے سامنے یہ وضاحت کرتا جاؤں کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا قیام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس کی تشکیل دسمبر 1906ء میں ہندو ستان کے صوبہ بہار کے شہر آرہ میں کی گئی۔ اس کانفرنس کے پہلے صدر مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ اور ناظم اعلیٰ شیر پنجاب مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ منتخب ہوئے تھے اور اس کا مرکزی دفتر دہلی میں قائم کیا گیا تھا۔ آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس کے تحت ہندوستان کے طول وعرض میں بہت سے سالانہ جلسے منعقد ہوئے، جن کی تفصیل مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہرویؒ اور مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظ اللہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ملتان شہر میں 1338ھ بمطابق 1920ء اور 1347ھ بمطابق 1929ء میں دو کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

ہمارے ممدوح مولانا عبداللہ گورداسپوری نے نوعمری میں دوسری کانفرنس 1929ء میں بحیثیت ایک کارکن کے شرکت فرمائی تھی۔ وہ فرماتے ہیں یہ کانفرنس مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی۔ اس میں جماعت اہلِ حدیث کے سرکردہ علماء کرام نے شرکت کی۔ میزبانی کا شرف مولانا عبدالحقؒ محدث ملتانی اور مولانا عبدالتوابؒ محدث ملتانی وغیرھما علماء کرام کو ہوا۔

مولانا گورداسپوری فرماتے ہیں "میرے اُستادِ گرامی مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے توحیدِ باری تعالیٰ کے موضوع پر تقریر کرنی تھی لیکن اچانک بارش شروع ہوگئی۔ اس موقع پر مولانا میر سیالکوٹیؒ نے رب کے حضور دست بدعا ہو کر گریہ زاری کی، بارش بند ہوگئی تو امام العصر میر سیالکوٹیؒ نے ایک گھنٹہ

مسلسل توحید ربانی پر خطاب فرمایا جس سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔

مولانا میر سیالکوٹیؒ کی تقریر کے بعد فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے عیسائیوں سے کامیاب مناظرہ کیا۔ عیسائیوں نے بیرون ملک سے بھی اپنے پادری بُلا رکھے تھے لیکن کوئی بھی پادری مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا مقابلہ نہ کر سکا، اس مناظرہ کے بعد کئی عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔

مولانا گورداسپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں" مولانا عبدالحقؒ محدث ملتانی نے مولانا ثناء اللہؒ امرتسری سے درخواست کی کہ یہ ہمارے جماعتی خدا بخشؒ ہیں اور ان کے ہاں اولاد نہیں ہے ان کے حق میں دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نرینہ اولاد عطا فرمائے۔ مولانا امرتسریؒ نے رب ذوالجلال کے حضور دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔ بعد میں خدا بخشؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایک خوبصورت بیٹا عطا فرمایا۔

مولانا گورداسپوری نے مولانا عبدالحقؒ محدث ملتانی، مولانا عبدالتوابؒ محدث ملتانی، مولانا ملک عبدالعزیزؒ مناظر ملتانی اور مولانا عبدالرشیدؒ صدیقی وغیرھم علمائے اہلِ حدیث ضلع ملتان کے بارے میں اچھے تاثرات کا اظہار فرمایا۔

مولانا گورداسپوری رحمہ اللہ نے مزید فرمایا" مولانا عبدالحقؒ محدث ملتانی حدیث پڑھانے میں بہت ماہر تھے، فتویٰ نویسی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ خطبہ جمعہ بڑے التزام واہتمام سے ارشاد فرماتے تھے۔ جمعہ کے بعد عصر کی نماز تک درسِ قرآن ارشاد فرماتے تھے، دور دراز سے لوگ ان کا خطبہ سُننے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

ملک عبدالعزیز ملتانیؒ کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ وہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے خاص شاگردوں میں سے ایک تھے، وہ فرقِ باطلہ سے مناظرہ ومباحثہ کرنے کے بہت ماہر تھے۔

بابا جی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک قادیانی سے میرا مناظرہ ہوا، قادیانی نے کہا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ آسمانوں پر زندہ ہیں اگر وہ زندہ ہیں تو وہ کھانا کہاں سے کھاتے ہیں؟ میں نے فوراً کہا کہ جناب عیسیٰؑ اس ماں کے بیٹے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ زمین پر بے موسم پھل اور انگور عطا کیا کرتے تھے اور اب اگر وہ خود اللہ تعالیٰ کے ہاں مہمان بن کر گئے ہیں تو کیا وہ سیدنا عیسیٰؑ کو کھانا اور پھل عطا

کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ یہ بات سن کر وہ قادیانی ساکت ہو گیا۔

" فبهت الذی کفر والله لا یهدی القوم الظالمین "

اپنے خطاب کے آخر میں انہوں نے ارباب اقتدار پر زور دیا کہ قرآن وسنت کا نظام قائم کرو اگر اس ملک میں امن وسلامتی چاہتے ہو۔ انہوں نے واضع کیا کہ سعودی عرب کی حکومت ایک آئیڈیل حکومت ہے وہاں قرآن وسنت کا نظام قائم ہے۔ حدود اللہ کے نفاذ کی برکت سے وہاں کی وادیاں، پہاڑ، جنگل، ویرانے، شہر، گاؤں اور سڑکیں۔ اغواء قتل وغارت، ڈکیتی، چوری، زنا کاری، غنڈہ گردی سے محفوظ ہیں۔

لیکن یہاں پر ظلم وستم، ڈاکے، چوریاں، قتل، آبروریزی، غنڈہ گردی، چور بازاری، فحاشی وعریانی اور بدکاری کی وارداتیں معمول بن گئی ہیں۔ راگ رنگ، مجرے، ناؤ نوش کی مجلس آرائیاں ہر بڑے چھوٹے شہر میں بامِ عروج تک پہنچ چکی ہیں۔ یہاں نہ کوئی قانون ہے اور نہ کوئی ضابطہ، ہر کوئی شُتر بے مہار کی طرح دندناتا پھرتا ہے۔

خطاب کے بعد مولانا محترم کے ساتھ طویل مجلس بپا رہی۔ وہ عہدِ رفتہ کے واقعات، آپ بیتیاں اور قصے بڑے مزاحیہ انداز میں بیان فرما رہے تھے۔ پیرانہ سالی کی باوجود مولانا ممدوح کا حافظہ بڑا تیز تھا، مجھے دیکھ کر فرمانے لگے میں مولانا یوسف صاحب آف راجوال حفظ اللہ کے ہاں اُنکی بیٹی کی وفات کی تعزیت کے لئے جا رہا تھا کیونکہ مولانا یوسف صاحب آف راجوال کی بیٹی، میرے بہت ہی محترم بیٹوں کے جیسے قریبی عزیز حافظ عبدالستار حماد آف میانچوں والے (مفتی جماعت اہلِ حدیث) کی بیوی تھیں۔ مولانا نے کہا کہ میں نے سوچا کہ اس کی تعزیت کے لئے مولانا یوسف صاحب آف راجوال کے پاس ہی جانا چاہیے (واللہ یہ ہمارے اسلاف کا طریقہ تھا اور ہے) راجوال جاتے ہوئے راستے میں حجرہ مقیم شاہ میں مولانا ابراہیم خلیل سے ملاقات کے لئے چلا گیا وہ مل کر بہت خوش ہوئے اور دوپہر کا کھانا وہاں ہی کھایا۔ مولانا ابراہیم خلیل صاحب کے پاس آپ کی کتاب " مولانا عبدالتوابؒ محدث ملتانی " دیکھی تو میں نے ان سے لے لی ہے اور ساری کتاب پڑھ بھی لی ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ان کے حالات وخدمات کو یکجا کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر

دے۔

مولانا کی اس محفل ذیشان میں مولانا عبدالرحمٰن شاہین، مولانا یٰسین شاد، مولانا ابراہیم خان صاحب بھی تشریف فرما تھے۔اس موقع پر مولانا ابراہیم خان صاحب بابا جی عبداللہ گورداسپوری کو دابنے لگے تو بابائے تبلیغ کے مُنہ سے نکلا " یا ابراھیم اعرض عن ھذا "اس برمحل آیت سے محفل کُشت زعفران کا منظر پیش کرنے لگی۔رات گئے تک یہ مجلس بپا رہی بابا جی میرِ مجلس کی حثیت سے محفل پر چھائے رہے۔

بلا شبہ محترم المقام مبلغ اسلام بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ برِصغیر پاک و ہند کے قافلہ اہلِ حدیث کی وہ آخری نشانی ہیں جن کی تبلیغی و تنظیمی مساعیٔ جمیلہ اور خدماتِ جالیلہ قابلِ قدر ہیں۔

برِصغیر پاک و ہند میں اہل حدیث کی تاریخ رقم کرنے والا جب بھی ان کی خدمات پر قلم رواں کرے گا تو انہیں بابائے تبلیغ اور مبلغ اسلام کے القاب سے خراجِ تحسین پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے گا (ان شاءاللہ)

بابا جی عبداللہ گورداسپوری صاحب کی ان ہی خدمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے 36ویں سالانہ اہلِ حدیث کانفرنس منعقدہ 16-17 مارچ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کی صدارت اس جواں ہمت مبلغِ اسلام بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری صاحب کو دی گئی اور الحمدللہ بابا جی وہاں تشریف بھی لے گئے اور خطبۂ صدارت بھی ارشاد فرمایا۔

مولانا موصوف کے عظیم صدقہ جاریہ میں سے ایک ہمارے سامنے آپ کے لختِ جگر گرامئ قدر ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر حفظ اللہ تعالیٰ (المعروف ڈاکٹر بہاءالدین) کی شخصیت موجود ہے جو دیارِ مغرب میں بیٹھ کر جہاد بالقلم کا فریضہ ادا کر رہے ہیں، جن کے رواں قلم سے اب تک " تحریکِ ختمِ نبوت " کی **13** جلدیں منظر عام پر آ چکی ہیں اور انشاءاللہ جلدی ہی **14**، **15** جلد آپکی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی (ان شاءاللہ) اور ڈاکٹر صاحب کی دوسری کتاب " تاریخ اہل حدیث " کی پہلی جلد مکتبہ اسلامیہ لاہور والوں کی طرف سے شائع ہو کر دادِ تحسین حاصل کر رہی ہے، اور انشاءاللہ

دوسری جلد بھی عنقریب منظر عام پر آجائے گی (انشاءاللہ) الحمدللہ علیٰ ذالک۔ **(ڈاکٹر صاحب کی کتب انٹرنیٹ پر بھی آن لائن کردی گئی ہیں۔www.ircpk.com)**

آخر میں ہم ربِ ذوالجلال کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ہمارے ممدوح محترم المقام مبلغ اسلام بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ کی قبر کو جنت کا باغ بنائے اوران کی اخروی منازل کو آسان فرمائے اور ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر حفظ اللہ کو صحت کاملہ والی لمبی زندگی عطا فرمائے تاکہ وہ آخری دم تک صدائے حق، تقریر وتحریر کے ذریعہ اطرافِ عالم میں بلند فرماتے رہیں۔ (آمین)

گلدستہ احادیث

محمد قاسم گجر (گوجرانوالہ)

۱ .....لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس

جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا

(سنن ابی داود:٤٨١١)

۲ ..... صیام یوم عرفة انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنة التی قبله والسنة التی بعده

میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ عرفات کے دن کا روزہ گزشتہ اور آئندہ برس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنے گا (جامع الترمذی: ٧٤٩)

۳ ..... صنائع المعروف تقی مصارع السوء

اچھے کام برے انجام سے بچاتے ہیں

(المعجم الکبیر للطبرانی: ٧٩٣٩)

٤ .....من غشنا فلیس منا

جو ہمیں دھوکہ دیتا ہے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ (صحیح مسلم:٣٣٨٣)

یہ اس قدر کیوں رو رہا ہے؟

محمد عثمان فاروقی (چستیاں)

سعودی عرب کے شہر قصیم کی شرعی عدالت نے اپنی تاریخ میں ایسا عجیب وغریب مقدمہ دیکھا جو کہ قصیم بلکہ پوری مملکت سعودی عرب میں نا ہی پہلے کبھی دیکھا نہ سنا گیا تھا۔۔۔

ہم آئے دن خاندانی اختلافات، قطع رحمی اور عناد کی بھینٹ چڑھنے والے افسوس ناک واقعات اور دلوں کو لرزا دینے والے واقعات کی تفاصیل تو پڑھتے، سنتے اور دیکھتے ہی رہتے ہیں مگر صلہ رحمی کی بنیاد پر بننے والے اس مقدمہ کی تفاصیل سنیئے اور اس واقعہ کو کسوٹی بنا کر اپنے آپ کو یا اپنے گردونواح میں وقوع پذیر حالات وواقعات کو پرکھیئے۔۔۔۔

اس شخص کا نام حیزان الفہیدی الحربی ہے۔ یہ بریدہ سے 90 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں (اسیاح) کا رہنے والا ہے۔ قصیم کی شرعی عدالت میں فیصلہ جیسے ہی اس کے خلاف کیا گیا تو اس نے خود تو رو رو کر اپنی داڑھی کو آنسوؤں سے تر بتر کیا ہی، مگر اس کو دیکھنے والے لوگ بھی رو پڑے۔

آخر کس بات پر یہ زار وقطار رونا اور غش پڑ جانا؟ اولاد کی بے رخی؟ خاندانی زمین سے بے دخلی؟ حیزان کی بیوی نے اُس پر خلع کا دعویٰ کیا؟ نہیں، ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تو پھر آخر کس بات کا رونا !! یہ قصہ تصوراتی نہیں بلکہ سچا اور حقیقت پر مبنی ہے جس کی تفاصیل سعودی عرب کے ایک بڑے اخبار (الریاض) کے سرورق پر چھپیں، مملکت کی کئی بڑی مساجد کے منابر سے آئمہ کرام نے اپنے خطابات میں اس واقعے کا ذکر کیا، سینکڑوں عربی ویب سائٹس اور فورمز پر لوگوں کی آنکھیں کھولنے والے اس واقعہ کی تلخیص آپ کیلئے حاضر ہے۔

حیزان اپنی ماں کا بڑا بیٹا ہے، اکیلا ہونے کی وجہ سے سارا وقت اپنی ماں کی خدمت اور نگہداشت پر صرف کرتا تھا۔ حیزان کی ماں ایک بوڑھی اور لاچار عورت جس کی کل ملکیت پیتل کی ایک انگوٹھی، جسے

بیچا جائے تو کوئی سو روپے بھی دینے پر نا آمادہ ہو۔

سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا کہ ایک دن دوسرے شہر سے حیزان کے چھوٹے بھائی نے آ کر مطالبہ کر ڈالا کہ میں ماں کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں تا کہ وہ شہر میں میرے خاندان کے ساتھ رہ سکے۔ حیزان کو اپنے چھوٹے بھائی کا اس طرح آ کر ماں کو شہر لے جانے کا ارادہ بالکل پسند نا آیا، اس نے اپنے بھائی کو سختی سے منع کیا کہ وہ ایسا نہیں کرنے دے گا، ابھی بھی اس کے اندر اتنی ہمت، سکت اور استطاعت ہے کہ وہ ماں کی مکمل دیکھ بھال اور خدمت کر سکتا ہے۔

دونوں بھائیوں کے درمیان تو تکار زیادہ بڑھی تو انہوں نے معاملہ عدالت میں لے جانے کا فیصلہ کیا مگر معاملہ عدالت میں جا کر بھی جوں کا توں ہی رہا، دونوں بھائی اپنے موقف سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے اور عدالت پیشیوں پر پیشیاں دیتی رہی تا کہ وہ دونوں کسی حتمی نتیجے پر پہنچ سکیں۔ مگر یہ سب کچھ بے سود رہا۔

مقدمے کی طوالت سے تنگ آ کر قاضی نے آئندہ پیشی پر دونوں کو اپنی ماں کو ساتھ لے کر آنے کیلئے کہا تا کہ وہ اُن کی ماں سے ہی رائے لے سکے کہ وہ کس کے ساتھ رہنا زیادہ پسند کرے گی؟

اگلی پیشی پر یہ دونوں بھائی اپنی ماں کو ساتھ لے کر آئے، اُنکی ماں کیا تھی محض ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ، بڑھیا کا وزن بیس کلو بھی نہیں بنتا تھا۔

قاضی نے بڑھیا سے پوچھا کہ کیا وہ جانتی ہے کہ اُس کے دونوں بیٹوں کے درمیان اُسکی خدمت اور نگہداشت کیلئے تنازع چل رہا ہے؟ دونوں چاہتے ہیں کہ وہ اُسے اپنے پاس رکھیں !ایسی صورتحال میں وہ کس کے پاس جا کر رہنا زیادہ پسند کرے گی؟

بڑھیا نے کہا، ہاں میں جانتی ہوں مگر میرے لیئے کسی ایک کے ساتھ جا کر رہنے کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر حیزان میری ایک آنکھ کی مانند ہے تو اسکا چھوٹا بھائی میری دوسری آنکھ ہے۔

قاضی صاحب نے معاملے کو ختم کرنے کی خاطر حیزان کے چھوٹے بھائی کی مادی اور مالی حالت کو نظر میں رکھتے ہوئے مقدمے کا فیصلہ اُس کے حق میں کر دیا۔

جی ہاں، تو یہ وجہ تھی حیزان کے اس طرح ڈھاڑیں مار مار کر رونے کی۔ کتنے قیمتی تھے حیزان کے یہ

آنسو! حسرت کے آنسو، کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کرنے پر قادر کیوں نہیں مانا گیا؟ اتنا عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بھی ماں کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرنے کیلئے یہ جدوجہد؟ شاید یہ بات حیزان کی نہیں، بات تو اُن والدین کی ہے جنہوں نے حیزان جیسے لوگوں کی تربیت کی اور اُنہیں برالوالدین کی اہمیت اور عظمت کا درس دیا۔

ہمارا پسندیدہ شعر

اک دن نبی ﷺ نے حلقہ احباب میں یہ لفظ
دہرائے تین بار کہ ناک اس کی کٹ گئی
اصحاب نے کہا کہ یہ کمبخت کون ہے
توقیر جس کی حضرت باری میں گھٹ گئی
ارشاد یوں ہوا کہ وہ فرزند نا خلف
گھر جس کے جنت آئی اور آکر پلٹ گئی
ماں باپ کا جسے نہ ہو بڑھاپے میں خیال
اس نا سعید بیٹے کی قسمت الٹ گئی

(مولانا ظفر علی خاں رحمہ اللہ)

طلباء مرکز صوت القرآن چستیاں بھاولنگر

عصر حاضر کا متکلم اسلام

تحریر.....

حافظ ریاض احمد اثری
مدرس مرکز ابن القاسم الاسلامی ملتان

ابھی استاد گرامی محدث العصر حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ کی وفات کا صدمہ نہ بھول پائے تھے کہ اچانک المناک خبر ملی ''ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کو دو شقی القلب، سفاک، خونخوار اور درندہ صفت قاتلوں نے بے دردی سے شہید کر دیا ہے۔''

شیخ محترم ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کی شہادت کی افسوس ناک خبر کوہ گراں بن کر راقم پر گری، موصوف کی شہادت کا اتنا گہرا دکھ ہوا کہ ناچیز کا قلم خامہ فرسائی کرتے کرتے رک گیا اور آگے ایک لفظ بھی نہ لکھ سکا۔ اس نازک اور پُر آشوب دور میں ڈاکٹر صاحب کا وجود مسعود نعمت غیر مترقبہ تھا۔ توحید وسنت کے نشر واشاعت اور شرک وبدعت کے استیصال میں شیخ گرامی نے جو ناقابل فراموش خدمات جلیلہ انجام دیں، وہ سب پر عیاں ہیں یقیناً متکلم اسلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کا سانحۂ ارتحال ملت اسلامیہ کا نہایت اہم سانحہ ہے۔

راقم سوچ رہا تھا کہ ابھی چند دن پہلے فقیہ دوراں حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات پر حضرت ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ موصوف خندہ پیشانی سے ملے تھے اور شیخ نور پوری رحمہ اللہ کی وفات کا گہرا افسوس کر رہے تھے۔ انھیں کیا معلوم تھا کہ ۱۷ مارچ ۲۰۱۲ء کے بعد ان کے اہل خانہ، عزیز واقارب، دوست واحباب اور تلامذہ ان کی شہادت پر دکھ کا اظہار کریں گے۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ان سے میری پہلی ملاقات مرکز ابن القاسم الاسلامی ملتان میں ہوئی تھی جب وہ عرب مہمانوں کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ شیخ محترم سے گہری وابستگی اس وقت پیدا ہوئی جب وہ مخزن العلوم مرکز التربیۃ الإسلامیۃ فیصل آباد گاہے بگاہے تشریف لاتے رہے۔

جب بھی وہ مرکز التربیۃ قدم رنجہ فرماتے تو ناچیز کو ان کی خدمت کا موقع ملتا۔ شیخ موصوف

سے طویل مجالست علمیہ بپا ہوتی رہتی اور ہم ایسے تشنگان علم ان کے فیوض و برکات سے علمی پیاس بجھاتے رہتے۔محترم المقام ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی علمیت کا شہرہ زبان زدعام تھا ہی لیکن جب انھوں نے ۲۰ مارچ ۲۰۰۴ء مرکز التربیہ میں ''عقیدہ، فقہ اور سیاست میں محدثین کا منہج'' کے اہم علمی موضوع پر لب کشائی کی تو ان کی وسعت ظرفی، حاضر جوابی، برجستہ گوئی، جرأت مندی اور طلاقت لسانی کا خوب علم ہوا۔شیخ گرامی کا یہ خطاب ''مقالات تربیت'' میں ۱۴۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس میں حافظ صاحب نے شرح وبسط کے ساتھ محدثین کا عقیدہ، فقہ اور سیاست میں منہج واضح فرمایا ہے۔تعلیم وتعلم سے فراغت کے بعد راقم مرکز ابن القاسم ملتان میں تدریسی امور میں مشغول ہوگیا۔اسی دوران کئی مرتبہ حافظ صاحب درس بخاری دینے ملتان تشریف لائے تو ناچیز کو ان کے درس بخاری میں شرکت کا موقع ملا۔

۶ شعبان ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۹ جولائی ۲۰۰۹ء کو جامعہ محمدیہ عام خاص باغ ملتان میں درس بخاری کا انعقاد ہوا تو راقم شیخ گرامی ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے درس بخاری میں حاضر ہوا۔ موصوف نے آخری حدیث پر عالمانہ درس ارشاد فرمایا۔شیخ محترم کا حافظہ بے مثال تھا۔توحید الٰہی کی فضیلت واہمیت پر آیات واحادیث پڑھ پڑھ کر علم کے دریا بہا دیے۔فرق باطلہ کا بھرپور رد کیا اور مسلک محدثین کا نہایت عمدہ طریقے سے دفاع فرمایا۔ڈاکٹر صاحب مافی الضمیر کے اظہار میں بے مثل ملکہ وصلاحیت رکھتے تھے اور فی البدیہہ کئی کئی گھنٹے تقریر کرنے پر قادر تھے۔

اگلے سال ۲۰ جولائی ۲۰۱۰ء بمطابق ۷ شعبان ۱۴۳۱ھ کو دوبارہ جامعہ محمدیہ ملتان کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ تقریب بخاری کی محفل دوبالا کرنے کے لیے شیخ گرامی حافظ عبدالرشید اظہر صاحب تشریف لائے۔نماز عشاء ان کی اقتداء میں ادا کی۔

بعدازاں حافظ صاحب سے مصافحہ کیا۔موصوف کھلے چہرے سے ملے۔ناچیز نے اپنا عربی میں تحریر کردہ رسالہ «إنعام الباری» شیخ کی خدمت میں پیش کیا۔شیخ گرامی بہت خوش ہوئے۔ راقم کی حوصلہ افزائی فرمائی۔شیخ مکرم نے ''رسالہ'' کے نام کی تصحیح کرتے ہوئے فرمایا:''انعام الباری علی حکم معلقات البخاری'' کے بجائے انعام الباری بحکم معلقات الباری'' رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

راقم نے ان سے استفادہ واجازہ کی درخواست کی۔انھوں نے یہ جملہ بولا:

«اَلْعِلْمُ یُزَارُ وَلَا یَزِیْرُ»

میں ان کا مقصود سمجھ گیا کہ مجھے خانیوال یا اسلام آباد رحلت سفر باندھنا ہوگا۔حسن اتفاق سے دوسرے دن یعنی ۲۱ جولائی کو مولانا عبدالرحمٰن شاہین صاحب کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ میں بھی درس بخاری ڈاکٹر صاحب کا تھا۔ ناچیز کو تقریب بخاری میں شرکت کا تاکید پیغام تھا اور درس بخاری میں خطاب شیخ محترم حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کا تھا لہٰذا مجھے وہاں لازمی جانا پڑا۔درس بخاری سے قبل اسٹیج سیکرٹری نے حافظ صاحب کو کافی لمبے چوڑے القابات سے نوازا۔شیخ موصوف نے مائیک پر آکر سب سے پہلے اسٹیج سیکرٹری کو جھاڑا اور فرمایا:''میں ان القابات واعزازات کے حق میں نہیں ہوں۔''

یہ آپ کی عاجزی وانکساری تھی ورنہ آجکل علماء کرام ان القابات کے بغیر تقریر شروع ہی نہیں کرتے إلا من رحم ربی .

حافظ صاحب نے فرمایا: مجھے دو مقامات پر تقریر کرنے کا بہت مزہ آتا ہے ایک میری مادر علمی جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور دوسرا یہاں جامعہ اسلامیہ میں ۔اس درس بخاری میں شیخ نے صفات باری تعالیٰ کے اثبات میں قرآنی آیات کے انبار لگا دیے اور منکرین صفات کا قرآن وسنت سے بھرپور رد فرمایا۔شیخ نے غالی صوفیاء کا بھی رد کیا جنھوں نے شریعت وطریقت کو تقسیم کر رکھا ہے۔

شیخ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ محبت رسول ﷺ کا جذبہ صادق رکھتے تھے۔انھوں نے محمد عربی ﷺ سے محبت کا ان کلمات سے فرمایا:«فداہ أبی و أمی و ولدی و مالی و کل شیء»

''میرے والدین، میری اولاد، میرا مال اور ہر چیز محمد رسول اللہ ﷺ پر قربان ہو۔''

درس بخاری کے اختتام پر راقم شیخ سے ملا۔مسکراہٹ سے استقبال کیا۔ ناچیز نے اپنی تازہ تصنیف ''مولانا عبدالتواب محدث ملتانی حیات وخدمات'' ان کی خدمت میں پیش کی۔وصول کر کے بہت مسرت وشادمانی کا اظہار فرمایا: اور کہا: آپ نے بہت اچھا کیا کہ عبدالتواب محدث ملتانی کے احوال زیست جمع کر دیے۔فجزاك الله خیرا

۳۰ جولائی ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۸ شعبان ۱۴۳۱ھ کو راقم نے اسلام آباد رختِ سفر کا ارادہ کیا۔ ۳۱ جولائی اسلام آباد پہنچ گیا۔ محترم المقام ڈاکٹر صاحب سے رابطہ کیا انھوں نے خوشی خوشی وقت عنایت فرمایا یہ ان کی عالی ظرفی وذرہ نوازی تھی کہ انھوں نے مجھے منع نہیں کیا اکثر لوگ ٹال مٹول کر کے انکار کر دیتے ہیں لیکن آپ میں یہ صفت ذمیمہ ہرگز نہ تھی آپ ہر آنے والے کو خوش آمدید کہتے تھے یہ عمل آپ کو انتہائی ہمدرد، مشفق اور مہمان نواز ثابت کرتا ہے۔

شیخ نے مجھے اجازت بھی دی اور مجھے اپنے گھر کا مکمل پتہ بھی سمجھایا۔ راقم نماز ظہر کے بعد ان کے دولت خانہ پہنچا اور دستک دی۔ سادگی ومتانت کے پیکر اعظم نے خود دروازہ کھولا۔ وہاں کوئی چوکیدار نہیں، کوئی دربان نہیں، شیخ بڑے تپاک سے ملے۔ ناچیز کو اپنی بیٹھک میں بٹھایا۔ پہلے پہل مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ موصوف ساتھ ساتھ عہد رفتہ کے احوال وواقعات سناتے رہے۔ راقم نے اپنے آنے کا مدعی بیان کیا۔ ناچیز نے صحیح بخاری کی پہلی اور آخری حدیث سند سمیت شیخ مکرم کو زبانی سنائی۔ بہت خوش ہوئے۔ بعدازیں انھوں نے اپنے مکتبہ کے ریک سے صحیحین لانے کو کہا۔ ناچیز نے صحیحین حاضر کی، پہلے صحیح بخاری پھر صحیح مسلم کے مختلف مقامات شیخ پر پڑھ کر «القراءة على الشيخ» پر عمل کیا۔ شیخ مکرم ناچیز سے مختلف موضوعات کے بارے سوالات کرتے رہے۔ ناچیز حتی الوسعت جوابات دیتا رہا۔ بعدازاں شیخ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور بنفس نفیس امام شافعی کی «كتاب الرسالة» تلاش کر کے لائے اور فرمایا کہ اس کی قرأت کریں۔ راقم نے «الرسالة» کے مختلف مقامات سے قرأت کی۔ موصوف نے فرمایا: «كتاب الرسالة» بہت عمدہ اور بے مثال کتاب ہے اس کا مطالعہ کرنا ہر صاحب درس وتدرس کے لیے لازمی ہے۔''

شیخ صاحب نے جو مجھے سند حدیث عنایت فرمائی اس میں انھوں نے لکھا:

«نظرا لهذه الفضيلة العلمية طلب منى إجازة الرواية لحسن ظنه بى أخونا فى الله الحافظ محمد رياض عاقب بن محمد يوسف الدنيافورى، بعد أن سمع منى أطرافا من كتب الأئمة الستة والمؤطا لإمام مالك بن أنس وجالسنى و استفاد وقد لازم مدة قبله

واستفاد من أهل العلم بالحديث المعروفين فی البلاد فأجزته ونصحته، اتباعا لسنة السلف واقتداءً بطريقة الخلف وإن لم أكن أهلاً لذلك۔ أن يشتغل بالحديث وعلومه درساً و إفادةً، رواية ودرايةً بشروط معتبرة عند أهل الحديث معتمداً على كتب التفسير والحديث وشروحه وغريبه وأصوله.....»

اجازۂ حدیث کے ساتھ ساتھ استادگرامی نے مجھے دو کتب تحفۃً مرحمت فرمائیں ایک «الدرر البهية» جو علامہ شوکانی کی تصنیف لطیف ہے۔

جس کے بارے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا: ''اسے ہر طالب علم کا پڑھنا ضروری ہے کیونکہ اس میں علامہ شوکانی نے فقہی مسائل موتیوں میں پرودیے ہیں۔'' اور دوسری کتاب «شرح المطالب فی مبحث أبی طالب» از احمد رضا خان بریلوی۔

حافظ صاحب نے فرمایا: اس کتاب میں احمد رضا خان نے نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب کے ایمان وعدم ایمان کے بارے مفصل بحث کی ہے اور واضح لکھا ہے کہ ابوطالب عدم ایمان کی حالت میں فوت ہوئے یہ اہل بریلویہ کے منہ پر طمانچہ ہے جو اس مسئلہ میں اصحاب رفض کی ہمنوائی کرتے ہیں۔ ان کتب کے سرورق پر شیخ گرامی نے یوں لکھا:

هدية خلوص إلى العزيز الفاضل حافظ رياض أحمد عاقب سلمه الله ۔عبدالرشيد اظهر ۱۸/ ۸/ ۱۴۳۱ھ ۳۱/ ۷/ ۲۰۱۰ء

اس مجلس علمی میں یہ عقدہ بھی کھلا کہ شیخ موصوف نے ایک شیعی محقق ڈاکٹر موسی الموسوی کی کتاب «الشيعة والتصحيح الصراع بين الشيعة والتشيع» کا ترجمہ بذات خود کیا ہے اس کے ترجمہ کی بھی ایک داستان ہے۔ کتاب کا ترجمہ اتنا سلیس اور رواں ہے کہ پڑھتے وقت محسوس نہیں ہوتا یہ ترجمہ شدہ ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر کافی منصف مزاج اور عدل پسند شیعی حضرات نور ہدایت کی طرف آچکے ہیں۔

اس ترجمہ کے علاوہ شیخ موصوف نے سعودی عرب کے جید عالم دین فقیہ العصر علامہ محمد صالح

عثیمین کی کتاب «الحجاب»، «عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ» اور «کتاب السھو» وغیرہ کتب کے تراجم کیے ہیں جو منصۂ شہود پر آ کر دادِ تحسین پا چکے ہیں۔

شیخ موصوف نے مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتاب ''عجالہ نافعہ'' کا فارسی سے عربی ترجمہ اور حسب ضرورت تعلیقات مفیدہ نقل کی ہیں۔ حضرت الشیخ ایک معروف انڈین عالم کے بارے شکوہ فرما رہے تھے کہ انھوں نے عجالہ نافعہ کا عربی میں ترجمہ کرتے ہوئے میری کتاب سامنے رکھی ہے اور اکثر عبارات ہو بہو نقل کر دی ہیں لیکن کہیں بھی اشارہ نہیں کیا ڈاکٹر صاحب کے علمی کاموں میں آپ کی ڈاکٹریٹ کا مقالہ ''تفسیر مظہری اور تفسیر فتح البیان کے درمیان مقارنہ'' بہت اہمیت کا حامل ہے۔

اگر یہ شائع ہو کر منظر عام پر آ جائے تو یہ آپ کی بہت علمی و تحقیقی کاوش شمار ہوگی۔ اسلام آباد سے کثیر تعداد میں شائع ہونے والا رسالہ ''الشہادۃ'' میں ڈاکٹر صاحب سے سورۃ فاتحہ کی مکمل تفسیر فرمائی جو آپ کے داماد الشیخ عبداللطیف صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

علاوہ ازیں آپ کی تحریری خدمات میں مختلف کتب (مثلاً فتاوی ثنائیہ مدنیہ، کتاب التوحید، جانب حلال، تحفہ اہلحدیث وغیرہ) پر وقیع مقدمات بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ پر اشاعت خاص میں جو مقالات شائع ہوئے ان میں محترم حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے دو مقالات (محدث ابوالطیب کی اسانید حدیث اور توثیق و تراجم) قابل ذکر ہیں جو حدیث و محدثین کے دفاع کو عیاں کرتے ہیں ①

اسی طرح مقالات تربیت میں شیخ کا مفصل مقالہ (بعنوان عقیدہ، فقہ اور سیاست میں محدثین کا منہج) پڑھنے کے قابل ہے جس میں انھوں نے منہج کی وضاحت، محدثین کا تعارف، دین کا دفاع، اہل

---

① ماہنامہ دعوت اہل حدیث سندھ کے ''دفاع حدیث نمبر'' میں حافظ صاحب نے حجیت حدیث پر دو وقیع مضمون تحریر فرمائے جن کو پڑھ کر قاری، حضرت حافظ صاحب کی حدیث رسول ﷺ سے والہانہ محبت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

حدیث کی استقامت، محدث کا منہج تلقی، محدثین کا منہج دعوت وتبلیغ، محدثین کا منہج تعامل، محدثین کا فقہی منہج، فقہاء مقلدین کا فکری تضاد، محدثین کا اعتدال اور محدثین کے سیاسی منہج کے ساتھ ساتھ ضمناً انھوں نے فرق باطلہ عقل پرست متکلمین، اہل ارجاء، وحدۃ الوجودی، البابیہ، بہائیہ، قادیانیت، اشتراکیت، علمانیت، استشراق اور منکرین حدیث کا رد کیا ہے۔ اسی طرح کتاب التوحید از امام بخاری کے شروع میں مقدمہ (۱۱۰ صفحات پر مشتمل) بہت اہمیت کا حامل ہے اس مقدمہ میں شیخ نے توحید واقسام توحید پر تفصیلی روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ اہل حق صحابہ ومحدثین کرام کا جا بجا دفاع کیا اور اہل باطل فلاسفہ، معتزلہ، مرجئہ، جہمیہ، حلولیہ، صوفیاء اور جدید فرق کا بھرپور رد کیا ہے۔

حاملین کتاب وسنت کا ایک طائفہ مبارکہ ہر دور میں گلستان قرآن وسنت اور چمنستان اسلام کی نگہبانی کرتا رہا اور کر رہا ہے الحمدللہ اس طائفہ منصورہ سے تعلق رکھنے والے اصحاب علم وفضل نے دین حق میں ہر قسم کی تحریفات، تأویلات اور سازشوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا، انھیں علمائے ربانیین میں ہمارے ممدوح حضرت الامام متکلم اسلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ تھے ان کی خدمات جلیلہ، مساعی جمیلہ اور جہود مخلصہ کی بدولت اگر انھیں عصر حاضر کے متکلم سلام کا لقب دیا جائے تو یہ مبالغہ آرائی ہرگز نہ ہوگی۔

دعائے مغفرت

ممتاز عالم دین امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث شارجہ حافظ محمد اسلم 3 ستمبر 2012ء نماز مغرب کی ادائیگی کے وقت حالت سجدہ میں انتقال کر گئے۔ ایوب برادران (حاصل پور) کے چھوٹ بھائی محمد شکیل رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ معروف خطیب پروفیسر علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری 14 اگست 2012ء کی صبح اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ معروف عالم دین مولانا خالد سیف گکھڑوی منڈی گکھڑ میں یکم ستمبر 2012ء کو چل بسے۔ عطاء الرحمٰن اوپل صاحب کی اہلیہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔ عبدالحفیظ چاول والے کے والد محترم حاجی اللہ رکھا سابقہ دنوں رحلت فرما گئے۔ مرکزی راہنما مرکزی جمعیت اہلحدیث قاری محمد حنیف ربانی حفظہ اللہ کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان سب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

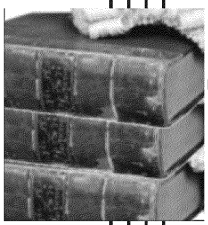

مرسل روایت کی حجیت اور حنفی اضطراب

تحریر.....الطاف الرحمٰن الجوہر

مدیر جامعہ الامام البخاری ملتان خورد ضلع رحیم یار خان

کسی بھی مذہب ومسلک کی اصل بنیاد اور اساس اس کے قواعد وقوانین ہوا کرتے ہیں بلکہ قواعد واصولوں کی حیثیت اس مسلک ومذہب میں ایک ریڑھ کی ہڈی جیسی ہے جس پر سارے ڈھانچے کا دارومدار ہوتا ہے اگر ان قواعد میں تھوڑی سی خرابی پیدا ہوجائے تو رسوائی وبربادی اس مسلک کا مقدر بن جاتی ہے۔۔مذاہب ومسالک کا سلسلہ ایک قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے لیکن بدقسمتی سے کچھ لوگوں پر تقلید پرستی کا بھوت ایسا سوار ہوا کہ جس نے کتاب وسنت کی کھری دعوت کو ختم کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگادی۔ان ہی لوگوں میں سے ایک ٹولہ ''کوفی'' بھی ہے۔جس نے کبھی فقیہ اور غیر فقیہ کی رَٹ، مجہول ومعروف کا ڈھونگ، مقلد اور غیر مقلد کا جھگڑا، مفتی بہ وغیر مفتی بہ کی تقسیم، موافق قیاس ومخالف قیاس کی چھری، اور تعصب وعناد کا وہ بیج بویا جس کا زہر تادیر رہے گا۔اسی کی ہی ایک کڑی آج کا یہ مختصر سا مضمون ہے جو ہر مسلمان کے لیے ایک سبق ہی نہیں بلکہ اگر سوچا جائے تو تربیت واصلاح کے لیے ایک زبردست نصاب حیات بھی ہے۔

زمانہ بیت گیا محدثین وفقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں ''مرسل روایت'' کے محتج بہ اور غیر محتج بہ ہونے کے بارے میں تفصیل سے بحث کی ہے لیکن ''مرسل روایت'' کی تعریف اور اس کے حکم کا جو تصور قدیم وجدید زمانے کے علماء حنفیہ نے دیا اس کی مذموم مثال شاید کبھی نہ ملے۔تو آیئے ذیل کی سطور میں اس اضطراب کی کچھ صورتیں مشاہدہ کرتے ہیں تاکہ مرسل کی حجیت اور اس پر مرتب ہونے والے نتائج مخفی نہ رہیں۔

مولانا ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی حنفی (المتوفی ۴۹۰ھ) لکھتے ہیں:

مراسيل القرن الثانی والثالث حجة فی قول علمائنا .

''قرن ثانی اور ثالث کی مراسیل ہمارے علماء کے نزدیک حجت ہیں۔''

(أصول السرخسی ۱/ ۳۷۰، دارالمعرفة)

اور یہی بات جلال الدین عمر بن محمد الخبازی حنفی (المتوفی ۶۹۱ھ) نے اپنی کتاب ''المغنی فی الأصول'' (ص:۱۹۰) کراماستی حنفی نے اپنی کتاب'' الوجیز فی أصول الفقہ'' (ص:۱۵۴)، مولانا ابوالبرکات حافظ الدین نسفی حنفی (المتوفی ۷۱۰ھ) نے اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' (۴۲/۲) میں، حسامی حنفی نے اپنی کتاب ''المنتخب فی الأصول'' (۱/ ۴۰۹) میں، ابوبکر الجصاص حنفی نے اپنی کتاب'' الفصول فی الأصول'' (۱۴۶/۳) میں، ملاجیون نے اپنی کتاب ''نورالأنوار'' (۲۷۸/۳) تحقیق الشیخ حافظ ثناء اللہ الزاہدی میں اور دیگر حنفی حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کی ہے۔

ان حضرات نے قرن ثانی اور قرن ثالث کے مرسلین حضرات کے لیے عدالت وضبط، ثقاہت وفقاہت، صیانت وامانت، عقیدہ وایمان وغیرہ کوئی قید وشرط نہیں لگائی حالانکہ انہی زمانوں میں جعد بن درہم، جہم بن صفوان، معبد الجہنی، جابر جعفی، عبداللہ بن سبا، خوارج، روافض وغیرہ جیسے بدعتیوں، مشرکوں، کذابوں، یہودیوں سب کی روایات معتبر ہیں۔ اگر اسی حنفی قاعدہ کو دقت نظری سے دیکھا جائے تو پھر اہلحدیثوں سے آمین بالجہر، رفع الیدین، فاتحہ خلف الامام، طلاق ثلاثہ جیسے مسائل پر گفتگو کرنا نہ صرف حماقت بلکہ حدیث دشمنی اور مسلک پرستی کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔

مولانا عبدالعزیز بخاری حنفی رقم طراز ہیں:

جميع أنواع الانقطاع إرسال وهی أربعة أنواع: (۱) ماأرسله الصحابی (۲) ما أرسله القرن الثانی (۳) ما أرسله العدل فی كل عصر (٤) ما أرسل من وجه واتصل من وجه آخر .

[كشف الأسرار ۳/ ٥-٦]

منقطع کی تمام انواع واقسام سب کی سب مرسل ہیں اور مرسل کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) مرسل صحابی (۲) مرسل التابعین (۳) ہر زمانے کے عادل راویوں کی مرسل (۴) ایک طریق سے مرسل

اور دوسری سند کے ساتھ متصل ہو۔ اور یہی بات نسفی حنفی نے کہی (کشف الاسرار ۲/۴۲) اس قول کے مطابق منقطع اور مرسل میں کوئی فرق نہیں۔ پھر ہر زمانے کے عادلین کی مرسل قبول ہے۔ مذکورہ بالا علماء حنفیہ نے مرسل کے لیے کوئی قید نہیں لگائی اس قول کے مطابق بھی قرن ثانی کی مراسیل کے لیے کوئی شرط نہیں۔ ہر قسم کے کذابوں، متروکین، خوارج ومبتدع حضرات کی مراسیل قبول ہیں کیونکہ عدالت کی شرط دور تابعین کے بعد لگائی، دور تابعین کے لیے کوئی شرط نہیں۔ حالانکہ ابن الہمام حنفی نے اپنی کتاب ''التحریر فی أصول الفقہ'' (ص ۳۴۳) میں اور ابن نجیم المعروف بأبی حنیفہ الثانی اپنی کتاب ''فتح الغفار'' (۲/۹۲) میں لکھا ہے۔

''مرسل کے لیے شرط ہے کہ وہ ثقہ امام ہوتا کہ سند میں انقطاع ونقص سے کفایت کر جائے اور یہ مقصد صرف عدالت سے حل نہیں۔''

اس قول کے مطابق چاہے قرن ثانی (دور تابعین) ہو یا دور تبع تابعین ہو مرسل ثقہ امام ہونا چاہیے۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ سرخسی حنفی، خبازی، کراماستی، نسفی، ابوبکر الجصاص، حسامی، ملاجیون اور ظفر احمد تھانوی دیوبندی کے اقوال کی حیثیت کیا باقی رہ گئی کیونکہ ان کے نزدیک ہر جھوٹے، بددیانت، بے وقوف، خارجی، رافضی، سبائی کی مرسل قبول ہے۔ جب مرسل کی توضیح میں اتنا اضطراب واختلاف ہے تو اس کی حجیت کیسے اتفاقی واجماعی ہے اگر کوفہ وبغداد کے ایک مدرسہ میں اس پر اتفاق نہیں تو اس کی حجیت کو پوری دنیا پر مسلط کر کے بیسیوں مسائل استنباط وتفریع کرنا کس قدر تقلیدی پروپیگنڈہ، مذہبی عناد اور حدیث دشمنی ہے۔

ابوصالح منصور بن اسحاق سجستانی (المتوفی ۲۹۹ھ) لکھتے ہیں:

«مراسيل كل عدل وفي كل عصر تكون حجة».

(الغنية في الأصول ص ١٤٥)

ہر عادل کی مرسل قبول ہے خواہ وہ کسی زمانہ میں ہو۔ جب تک مرسل عادل نہ ہو اس کی روایت قبول نہیں گویا کہ قرن ثانی اور قرن ثالث کے لیے بھی یہی شرط ہے پھر صرف عدالت کافی نہیں بلکہ

اس کا ضبط وغیرہ اسباب کا پایا جانا ان کے نزدیک شرط نہیں سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا عدالت صرف قبول روایت اور حجیت روایت کے لیے کافی ہے؟ اگر یہاں شرط نہیں تو پھر صحیح روایت کے لیے شرط کیوں؟ اپنے مسلک کے دفاع، امام پرستی، مذہب پرستی کی خاطر اہلحدیثوں سے مناظرات کے وقت حدیث کے لیے صحیح، صریح، غیر معارض، غیر منسوخ وغیرہ جیسی شرائط لگانا کس قدر انصاف وعدل سے خون ریزی ہے۔

اس سے بڑھ کر سمرقندی حنفی اپنی کتاب ''میزان الاصول'' میں لکھتے ہیں:

الإسناد ليس بشرط والإرسال ليس بمانع . [٢/ ٦٤٤]

مرسل کے لیے سند کا ہونا شرط نہیں اور ارسال عدم قبولیت کا سبب نہیں۔ اس قول کی روشنی میں یہ بات بے جا نہ ہوگی کہ ''ہدایہ'' و''مختصر القدوری'' اور دیگر کتب فقہ میں یا پھر موضوع ومن گھڑت روایت کے لیے مخصوص کتابیں لکھی گئیں وہ ساری کی ساری مرسل ہیں لہٰذا ہر قسم کی موضوع ومن گھڑت، ضعیف وواہی، نبی محترم ﷺ پر ہر قسم کا بولا جانے والا جھوٹ حنفی مقلدین کے نزدیک حجت ہے۔

اگر یہ حنفی قاعدہ تسلیم کیا جائے تو پھر من گھڑت روایات، ضعیف روایات، واہیات، اور ہر قسم کے افتراءات کا دروازہ کیسے بند ہوسکتا ہے؟

تقلیدی مادہ کتنا زہریلا ہے کہ اپنے مذہب ومسلک کے خلاف اگر نبی محترم ﷺ کی صحیح حدیث بھی آجائے تو کبھی فقیہ وغیر فقیہ، مجہول ومعروف، خلاف قیاس، قول امام کے خلاف، عقل کے خلاف وغیرہ جیسے ہتھیار استعمال کر کے احادیث صحیح کو رد کر دیا جاتا ہے لیکن مذہب پرستی، تقلید پرستی اور امام پرستی کی خاطر من گھڑت سے من گھڑت کو مرسل کا لباس پہنا کر ہمیشہ کے لیے قابل احتجاج بنا دیا جاتا ہے مقلدین حضرات کو اس قاعدہ پر تھوڑی سی غور کرنی چاہیے اسی بنیاد پر شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے مرسل کے لیے عدالت وثقاہت، امامت وصداقت کی قید لگائی ہے لکھتے ہیں:

أن يكون المرسل ثقة عدلا غير غاش للمسلمين فى دينهم وكان إماما عن أئمة النقل لايحدث بكل ما سمع ويعرف صدق الراوى

من كذبه . [فتح الملهم ص ۸۰]

بلکہ مزید لکھا ہے کہ وہ جرح وتعدیل کا امام ہو، اور حدیث رسول کو صیغہ جزم کے ساتھ روایت کرنے والا ہو۔

وله أهلية الجرح والتعديل بحيث لا يكاد يخفى عليه أقوال المشاهير من أهل عصره وأكبر أرائهم فى الراوى المحذوف ومع ذلك كله يسند الحديث إلى رسول الله لا بصيغة عن روى أو نحوها بل بصيغة التى تدل على الجزم . [فتح الملهم ص ۸۰]

اس طرح کی اضطرابی مرسل کی حجیت کے بارہ میں ابوالیسر البزدوی لکھتے ہیں کہ «المراسيل عندنا حجة» [معرفة الحجج الشرعية ص ۱۳۸-۱۳۹] اور آخری دور میں ملاں سرفراز صفدر دیوبندی ماتریدی اشعری اس کی حجیت کا دعوی کرتے ہیں دیکھیے «أحسن الكلام ۱/ ۳۲۵، خزائن السنن ۱/ ۵۸» آخر میں مقلدین حضرات سے گزارش ہے کہ تقلیدی مستی میں آکر منہج المحدثین کی صفائی کرتے ہوئے دین حنیف سے ہاتھ دھونے کی کوشش نہ کریں بلکہ محدثین کے منہج کو اپنا کر اپنے عقیدے اور قواعد کی اصلاح کر کے مسلک اہلحدیث کی حقانیت وصداقت کو دل سے قبول کرلیں اور دارین کی کامیابی حاصل کریں۔ وصلى الله على نبينا محمد ﷺ

جامعہ کا اعزاز

وزیراعلی پنجاب جناب شہباز شریف کی طرف سے گجرات کے زیر اہتمام گورنمنٹ پبلک ہائی سکول نمبر 2 ریلوے روڈ گجرات سے مقابلہ حفظ القرآن میں جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم اہلحدیث ماڈل ٹاؤن کے ہونہار طالب علم حافظ عبدالمقیت بن قیصر جلیل نے حصہ لیا اور پہلی پوزیشن حاصل کی۔

ہم اپنے طالب علم بھائی کو اس اعزاز کی مبارک باد پیش کرتے ہیں

(کلاس قاری عبدالسلام صاحب)

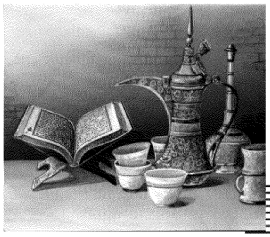

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معالجات

تحریر.....محمد عثمان مدنی (درجہ خامسہ)

حضور ﷺ نے جہاں ہمیں حفظان صحت کے اصول سکھائے وہاں عند الضرورت بعض مریضوں کو علاج بھی بتائے تاکہ آنے والی نسلیں اصول علاج سے بھی آگاہ ہو جائیں آپ نے علم طب کسی استاد سے حاصل نہیں کیا اور نہ ہی اس کے متعلق کسی سے نسخے دریافت کیے بلکہ یہ فن وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو عطا کیا گیا تاکہ آپ ساری دنیا کے استاد بن جائیں۔

کتب احادیث وسیر میں اس باب کے متعلق آپ ﷺ کے بہت سے واقعات درج ہیں مگر ہم بطور نمونہ صرف چند ایک نقل کیے دیتے ہیں۔

ا۔شہد کے فوائد

شہد ایک نہایت مفید چیز ہے جس کے متعلق اطباء یونان نے بہت کچھ لکھا ہے مگر حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ شہد کو بہت پسند فرماتے تھے اور اکثر اس کا استعمال کیا کرتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تندرست آدمی مہینہ میں تین مرتبہ بقدر اشتہاء (چاہت) شہد استعمال کر لیا کرے تو ہمیشہ ہی تندرست رہ سکتا ہے اور جملہ امراض کے حملوں سے بچ سکتا ہے۔

ابن ماجه الطب ، باب العسل (٣٤٥٠)فيه ضعف

کسی کو بدہضمی کے اسہال آرہے تھے۔آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے بطور علاج شہد بتایا۔مگر اس کے استعمال کرنے سے اسہال زیادہ ہوئے۔ بیمار کی شکایت پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہی استعمال کرو چنانچہ پھر استعمال کیا تو آرام آ گیا۔

البخاری ، باب الدواء بالعسل (٥٦٨٤) مسلم باب التداوی بسقی العسل (٢٢١٧)

۲۔عود ہندی اور عود بحری سے علاج

ایک عورت کا بچہ بیمار ہو گیا کسی نے کہا اس کی مالش کرو مالش کرنے سے اس کی شکایت اور بڑھ گئی اور حضور ﷺ کے پاس پہنچی آپ نے فرمایا: مالش سے اسے دکھ نہ دو عود ہندی کا سفوف دو۔ اس نے یہی کیا اور بچے کو آرام آ گیا۔

البخاری، الطب، باب اللدود (۵۷۱۳) مسلم باب التداوی بالعود الهندی (۲۲۱٤)

ایک شخص کو ذات الجنب (پسلی کا درد) تھا آپ ﷺ نے فرمایا عود بحری اور روغن زیتون کا استعمال کرو۔

الترمذی، الطب، باب ما جاء فی دواء ذات الجنب (۲۵۷۸) ابن ماجه، الطب، باب دواء ذات الجنب (۳٤۹۷)

عود بحری ایک سیاہ رنگ کی لکڑی ہوتی ہے کہ پانی میں فوراً ڈوب جاتی ہے مزہ تلخ اور رنگت میں بھوری یا سیاہ ہوتی ہے عود البحر کا کچھ کرشمہ دیکھنا ہو تو اسے پیس کر قدرے سنبل الطیب اور لونگ ملا کر شہد میں گولی بناؤ اور کھاؤ پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ ہمارے آقائے نامور ﷺ کی منتخب کردہ دوائی کیا چیز ہے؟

۳۔ سنا مکی سے علاج

عرب میں چونکہ گرم آب و ہوا ہونے کی وجہ سے صفراوی یا خونی بخار ہوتا تھا اور وہاں کا مقامی مروجہ علاج شبرم سے کیا جاتا تھا جو سخت گرم اور زہریلے دانے ہوتے ہیں تو آپ ﷺ نے اس کی اصلاح کرتے ہوئے یوں فرمایا: سنا مکی استعمال کرو۔

الترمذی، الطب، باب ما جاء فی السناء (۲۰۸۱) ابن ماجه، الطب باب دواء المشی (۳٤٦۱)

مکہ کے علاوہ ہندوستان یا دوسرے پہاڑی علاقوں میں جو سنا ہوتی ہے اس کے وہ فوائد نہیں جو مکہ کی سنا میں موجود ہیں۔ اگر ہیں بھی تو بہت کمزور مقدار میں۔ مکہ کی سنا چھوٹی پتی والی اور لطیف ہوتی ہے اور دوسرے علاقوں کی سنا سبز مائل بہ سپیدی ہوتی ہے اور پتی بھی موٹی اور کرخت دکھائی دیتی ہے۔ سنا مکی انسانی جلد کو صاف کرتی ہے صفراوی خارش کی عمدہ دوا ہے مختصر یہ کہ لائق طبیب سنا اور سنا کے

مرکبات سے تمام بیماریوں کا علاج کرسکتا ہے اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجودیکہ مسہل ہے پھر معدہ کوتقویت دیتی ہے اور بدن میں چستی پیدا کرتی ہے اس کے استعمال کرنے والے کے بدن میں کبھی ردی مواد جمع نہیں ہوتے اور نہ ہی موذی بیماریوں سے نڈھال ہوتا ہے۔

۴۔کلونجی سے علاج

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''شونیز (کلونجی) تمام بیماریوں کی دوا ہے۔''

البخاری، الطب باب الحبة السوداء (٥٦٨٨) مسلم، السلام، باب التداوی بالحبة السوداء (٢٢١٥)

کلونجی ایک گرم وخشک دوائی ہے دانے چھوٹے چھوٹے اور تیز ہوتے ہیں سردمزاج والوں کے لیے نہایت مفید ہے گرم مزاج والوں کو سرکہ کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے سرکہ میں ملانے سے خارش کے لیے بھی فائدہ مند ہوجاتی ہے بلغمی اور صفراوی بخاروں کو دور کرتی ہے معدہ وآنتیں، دماغ اور ناک اس کے استعمال سے صاف رہتے ہیں اس کے اور بھی فوائد ہیں جو اطباء پر مخفی نہیں۔

۵۔بخار کا علاج

بخار کا ذکر ہورہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا (صفراوی یا وبائی) بخار دوزخ کی گرمی سے ہے اسے پانی سے سرد کرو۔

البخاری، الطب، باب الحمی من فیح جهنم (٥٧٢٣) مسلم، السلام، باب لکل داء دواء (٢٢٠٩)

بقول اطباء جسے بخار آتا ہو وہ صبح سویرے اٹھے اور کسی نالہ یا نہر پر چلا جائے جو مغرب کو بہہ رہی ہو مشرق کی طرف منہ کر کے جدھر سے پانی آرہا ہو غسل کرے ان شاء اللہ دو تین روز میں ہی آرام آجائے گا۔

یہ وہ علاج ہے جس پر جرمن کے ڈاکٹر آج نازاں ہیں کہ بغیر دوائی کے علاج کیا جاتا ہے۔انھوں نے ٹب تیار کروا رکھے ہیں ان میں بیمار کو بٹھا کر غسل دیتے ہیں چند دن کے بعد وہ اچھا ہو جاتا ہے۔

فسادِ خون کا علاج

عرب میں اگر کسی کا خون خراب ہو جاتا تو وہ لوہا تپا کر اسے داغ دیا کرتے تھے جس سے انسان کو نہایت تکلیف ہوا کرتی تھی آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: ایسی صورت میں بجائے داغ دینے کے تمھیں پچھنے لگوانے چاہیے۔''

البخاری ، الطب ، باب الشفاء فی ثلاث (٥٦٨٠)

چنانچہ اس کے بعد جب کسی کو خون کی بیماری ہوتی تو پچھنے لگوا کر کچھ خون نکلوا دیتا جس سے اسے آرام ہو جاتا۔ آج کل پچھنے لگوانے کی بجائے جونکیں لگوا دی جاتی ہیں مگر بات ایک ہی ہے۔

سرکہ انگوری کے منافع

سرکہ انگوری کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب سے عمدہ خوراک ہے۔

مسلم ، الأشربة ، باب فضيلة الخل ، (٢٠٥١)

کھانا ہضم کرتا ہے بدن کی گرمی توڑتا ہے ہیضہ کی حکمی دوا ہے متلی ، قے اور ضعف معدہ کے لیے نافع ہے آپ ﷺ کو ذاتی طور پر بھی سرکہ مرغوب الطبع تھا آپ ﷺ اکثر اس کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

ماء الشعیر کے فوائد

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے ، بخار اتر چکا تھا مگر نقاہت باقی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ماء الشعیر پیا کرو اس سے قوت بحال ہو جائے گی۔

ابوداود ، الطب ، باب فی الحمية (٣٨٥٦) الترمذی ، الطب ، باب ماجاء فی الحمية (٢٠٣)

نشہ آور اشیاء کے نقصانات

آپ نے نشہ آور اشیاء سے سب کو منع کر دیا تھا اور دواء کے طور پر بھی اس کا استعمال درست و جائز نہیں رکھا۔ فرمایا: ہر مسکر (نشہ آور) چیز حرام ہے۔

مسلم ، الأشربة ، باب فضيلة الخل (٢٠٥١)

شراب کوام الخبائث کا درجہ دیا گیا اور یہ شراب دل ودماغ وجگر کو تباہ کر دیتی ہے پھیپھڑے کو برباد کر دیتی ہے اور جسم کی معنوی اندرونی قوت (مراد روح) کو خراب کر دیتی ہے۔

جدید سائنٹیفک تحقیقات

اب تو جدید سائنٹیفک تحقیقات نے شراب اور دیگر نشہ آور چیزوں کی برائیوں کو سائنس کی روشنی میں بالکل بے نقاب کر دیا ہے۔ عام سلطنتیں ممانعت شراب کو اپنا ضابطہ اور قانون قرار دے رہی ہیں اور امریکہ کے ڈاکٹروں کی مجلیس اس کے بطور دواء استعمال کرنے کے فوائد کا بھی علانیہ انکار کر رہی ہیں اللہ ہمیں سنت کے مطابق علاج کروانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محبت رسول میں بھائی ،بیٹے اور خاوندکی قربانی

جنگ احد میں ہند بنت عمرو بن حزام (یہ جابر بن عبداللہ کی پھوپھی ہیں) کے بھائی عبداللہ بن عمرو، خاوند عمرو بن جموح اور بیٹے خلد بن عمرو شامل تھے جب جنگ احد کے حالات ناسازگار کی خبر مدینہ میں پہنچی اور یہ افواہ اڑ گئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں تو یہ عورت دیوانہ وار آتی ہے اور میدانِ احد میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش کرتی ہے کسی نے اسے کہا کہ تمہارا بچہ شہید ہو گیا ہے تو وہ کہتی ہے کہ بچے کی بات چھوڑو رسول اللہ ﷺ کی بات کرو۔ آگے بڑھتی ہے پھر کوئی اس سے کہتا ہے کہ تمہارا خاوند اور بھائی بھی شہید ہو گئے ہیں لیکن وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور نہ ہی توجہ دیتی ہے پس محبت رسول میں ہر چیز ہر رشتہ نظر انداز کیے دیتی ہے پھر جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگی:

((يَا رَسُوْلَ اللهِ! كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ))

''آپ کے بعد ہر مصیب ہلکی ہے''

تاريخ اسلام(٢١٨/١)و البدايه والنهاية(٤٧/٤)و سيرة ابن كثير (٩٣/٢) صحيح فهد الله محمدی(درجه سادسه)

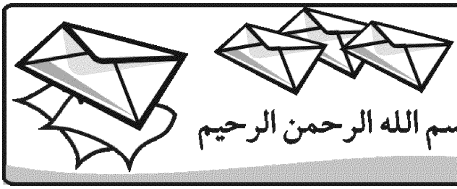

ایڈیٹر کی ڈاک

سہ ماہی المکرّم، گوجرانوالہ نے ''حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ'' نمبر شائع کیا ہے۔ صالح لوگوں کی خوبیوں کا بیان اور جامع کمالات شخصیتوں کا ذکر سنت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو عوام کے لیے سرچشمہ ہدایت اور مینارہ نور قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی پیروی کر کے اپنی زندگی کو کامیاب بنائیں اور آخرت میں اجرعظیم حاصل کریں۔ اس کے حصول اور فوز وفلاح کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ایمان کے ساتھ محمد ﷺ کی اتباع کی جائے۔ اگر کوئی شخص دنیا وآخرت میں فلاح کا کوئی اور طریقہ ایجاد کرتا ہے تو وہ اپنے دعوے میں کاذب اور حصول مقصد میں نامراد ہے۔ حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں گزری۔ سوان کی ذات مینارہ نور اور چشمہ ہدایت ہے۔

حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ نے مدرسہ میں مروجہ تعلیم کے ساتھ علم طب بھی پڑھا۔ انگریزی بھی پڑھی، بعض دیگر فنون بھی سیکھے۔ یہ سب باتیں طلباء مدارس اسلامیہ کے لیے مشعل راہ ہیں انھیں اللہ کریم نے اخلاق عالیہ اختیار کرنے اور اعمال صالحہ انجام دینے کی توفیق دی تھی۔ اس لیے قناعت، استقامت، عزیمت، سادگی، خلوص، دیانتداری، تقوی، استغناء، تلاوت، ذکر الٰہی، نوافل اور حمیت اسلامی ایسے متعدد اوصاف مع اعمال کے باوصف وہ قرونِ اولیٰ کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ ایسے ہی لوگوں کے سبب دنیا میں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

میری نظر میں یہ خاص نمبر اسلامی فکر ونظر اور فہم وفراست کے متلاشی لوگوں کے لیے خاص تحفہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اپنے قارئین کے قلب وقبلہ کی درستگی کا باعث بنے گا۔ ان شاء اللہ

احقر حکیم شوکت علی

صدر تحریک تجدید طب حلقہ سمندری یکم جون ۲۰۱۲ء

(۲)

گرامی قدر مکرمی الشیخ محمد عظیم صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ اللہ کریم اپنے فضل وکرم سے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین

المکرّم کا خاص شمارہ ملا، جو بقیۃ السلف الاستاذ المکرّم الحافظ عبدالمنان النورفوری رحمہ المنان سے متعلقہ مضامین پر مشتمل ہے۔ جزاکم الله أحسن الجزاء

آپ نے اور آپ کے معاون رفقاء نے مضمون نگار احباب کے تعاون سے دن رات محنت کر کے بہت مختصر وقت میں ایک شاندار اشاعت کا اہتمام کیا۔ اللہ کریم اسے آپ کے میزان حسنات میں جمع فرمائے گا۔ ان شاء الله

بلاشبہ حافظ صاحب مرحوم ایک بحر العلوم، جبل العلم، بقیۃ السلف اور باعمل عالم تھے۔ ایسے لوگ آج کل خال خال ملتے ہیں۔ ان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم ان کے حال پر رحم فرمائے۔ ان کی قبر کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنائے اور انھیں اپنے انتہائی محبوب بندوں، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا رفیق بنائے۔ آمین

آپ نے مجھے بھی حضرت کے متعلق مضمون لکھنے کو کہا تھا مگر حقیقت ہے کہ میرے پاس ان کے متعلق کوئی ایسی خاص معلومات نہیں ہیں جو مضمون کی صورت میں پیش کر سکتا۔ تاہم راقم کو کم از کم تین مرتبہ ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ایک دفعہ بندہ ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ دوسری دفعہ آپ محترم چوک اعظم تشریف لائے تو احباب کے اصرار پر آپ نے جامعہ امام بخاری میں صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس دیا۔ یہ تکمیل صحیح بخاری کی تقریب تو نہیں تھی صرف تیس چالیس علمائے علاقہ آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کرنا چاہتے تھے اسی دن آپ نے جامع مسجد مبارک اہل حدیث چوک اعظم میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تیسری دفعہ پھر بندہ کو گوجرانوالہ آنے کا موقعہ ملا۔اس دفعہ مولانا ارشد کمال صاحب حفظہ اللہ رفیق سفر تھے۔ہم نے جامعہ میں حضرت کے درس صحیح بخاری میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔اور پھر بعدازاں ان کی معیت میں ان کے درِدولت پر حاضر ہوکر ''اجازۃ الروایۃ'' کی درخواست کی تو آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے بخوشی اجازت عنایت فرمائی۔

رحمه الله وجزاه أحسن الجزاء ورفع درجته فی المهديين ۔آمين

اس طرح راقم الحروف حضرت حافظ صاحب کا شاگرد ہونے سے مشرف ہے۔الحمدللہ

مضمون نگار حضرات نے اپنے اپنے مضامین میں حافظ صاحب کے متعلق اپنے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اللہ کریم ان سب کو بھی جزائے خیر سے نوازے۔آمین

جامعہ اسلامیہ سلفیہ اور جامع مسجد المکرّم علامہ محمد اسماعیل السّلفی رحمہ اللہ اوران کے فرزند گرامی علامہ حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ کی یادگار ہیں۔محترم حافظ اسعد محمود حفظہ اللہ سے ملاقات تو نہیں ہوسکی۔آئندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے گوجرانوالہ آمد کا موقعہ ملا تو حافظ صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ان شاءاللہ میری طرف سے آں محترم کی خدمت میں مؤدبانہ سلام پیش فرمادیں۔

اسی طرح محترم شیخ عبدالوحید ساجد حفظہ اللہ، مولانا محمد مالک حفظہ اللہ اور دیگر رفقاء گرامی سب کی خدمات میں ہدیہ سلام پیش ہے۔اس اشاعت خاص میں حضرت حافظ صاحب کی سند اجازۃ الروایہ شامل کردی جاتی تو بہتر ہوتا۔ممکن ہے کہ آئندہ بھی کچھ مضامین اس سلسلے میں مل جائیں۔تاہم آئندہ اشاعت میں اگر وہ سند بھی شامل کر دی جائے تو مفید ہوگا۔بہرحال انتہائی مختصر وقت میں از حد کامیاب اور شاندار نمبر کی اشاعت پر ایک بار پھر آپ کو اور جملہ معاونین کو مبارک باد۔اللہ کریم آپ کی مساعی میں برکت فرمائے۔آمین

طالب الدعوات

اخوکم ابوحمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی

دارالسعادۃ، منکیرہ، ضلع بھکر

③

بخدمت الأخ المکرّم مولانا مجیب الرحمٰن سیاف سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد!

خیریت موجود، عافیت مطلوب

جناب محترم کا ارسال کردہ ''مجلّہ المکرّم'' بسلسلہ اشاعت خاص حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ الباری ملا۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے بڑی محنت وجانفشانی سے شیخ مکرم نورپوری رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی سیرت وسوانح جمع کر کے افادہ عام کے لیے قارئین کرام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

یقیناً یہ کاوش قابل تحسین ہے راقم ناچیز تہہ دل سے حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ (نگران اعلیٰ مجلّہ المکرّم) مولانا محمد عظیم حفظہ اللہ (مدیر مجلّہ المکرّم) آپ کا اور جامعہ کے تمام اساتذہ وانتظامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور آپ حضرات کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

آپ کی اشاعت خاص کا مجھے علم ہوتا تو میں بھی اپنا حقیر سا مضمون ارسال کر دیتا لیکن جو میرے رب کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ محترم ڈاکٹر عبدالرشید اظہر اور حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہما اللہ پر لکھے ہوئے مضامین پیش خدمت ہیں اگر اوراق المکرّم تنگی داماں کا شکوہ نہ کریں تو ان مضامین کو صفحات المکرّم کی زینت ضرور بنانا، شکراً جزیلاً، اللہ تعالیٰ آپ کی صحت، زندگی، عمر اور اولاد میں برکت عطا فرمائے۔

میری طرف سے الشیخ رحمت اللہ شاکر، الشیخ شمس الدین، فاضل دوست مولانا محمد عظیم حاصل پوری اور تمام اصحاب جامعہ کو سلام عرض کیجیے گا۔

والسلام مع الاکرام

ابن شرف الدین الاثری العمری

مدرس مرکز ابن القاسم الاسلامی ملتان

④

محترم ومکرم جناب محمد عظیم صاحب حاصلپوری مدیر سہ ماہی مجلّہ المکرّم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ آپ کو صحت اور تندرستی والی زندگی عطا کرتے ہوئے آپ سے دین کا کام لیتا رہے۔

بحمد للہ تعالیٰ آپ کی محنتوں کا ثمرہ (سہ ماہی مجلّہ المکرّم) کو پڑھ کر بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی اور یہ مجلّہ نہایت ہی مفید اور عمدہ ثابت ہوا اور یہ جان کر بھی بہت خوشی ہوئی کہ یہ ''مجلّہ'' دینی مدارس کے اساتذہ کرام، خطباء، ائمہ حضرات کو آپ کی طرف سے بطور ہدیہ پیش کیا جاتا ہے تو اسی مناسبت سے ہم چند افراد آپ سے بھرپور توقع اور امید رکھتے ہیں کہ آپ یہ مجلّہ ہم تک ارسال ضرور کریں گے۔ (آپ کے ایڈریس نوٹ کر لیے گئے ہیں ان شاء اللہ ہر رسالہ آپ تک پہنچتا رہے گا۔ مدیر)

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو دین حنیف کے لیے دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور زندگی کے آخری لمحات تک دین حنیف کو خوب روشن کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد رفیق الرحمٰن تونسوی

مدرس مرکز الفوز اسلامک سنٹر بہاولنگر

⑤

محترم جناب محمد عظیم حاصل پوری صاحب

السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ اللہ کریم آپ سے دین کا زیادہ سے زیادہ کام لے۔ آمین

محدث عبدالمنان النورفوری رحمہ المنان کو کئی مہینے ہو گئے اس دنیا سے گئے ہوئے مگر کوئی دن ایسا نہیں گزرا جب ان کی یاد نہ آئی ہو، دوران تدریس اکثر ان کا تذکرہ کرتا ہوں اور نماز کے ختم کرنے سے

پہلے اکثر ان کی بخشش کے لئے دعا کرتا ہوں جب ان کی یاد زیادہ ستاتی ہے، رونا بھی آتا ہے اور سسکیاں شروع ہو جاتی ہیں یہ صورت حال میری ہی نہیں بلکہ تمام علماء کی ہے...تو بے چینی کی حالت میں ماہنامہ المکرّم کا خصوصی شمارہ پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں اور ان کے متعلق حالات پڑھ کر پرانی یادیں تازہ کر لیتا ہوں۔ یہ ساری محنت میرے فاضل بھائی اور دوست الشیخ عظیم حاصل پوری صاحب اور جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مکرم مسجد) کے رفقاء کی ہے اللہ رب العالمین ان کی یہ کاوش قبول فرمائے۔

تنبیہ نمبر.....۱: رسالہ میں بڑے شیوخ کے مضامین نہیں ملے اور شیخ کے بڑے شاگردوں کے لکھے ہوئے مضامین کی خاصی کمی محسوس ہوئی۔ رسالہ میں تمام قلمکاروں نے اپنی اپنی محبت کا خوب اظہار فرمایا لیکن شیخ عبدالجبار سلفی، محمد مالک بھنڈر اور حافظ شاہد محمود حفظہم اللہ کے مضامین بہت ہی قابل تعریف تھے۔

تنبیہ نمبر.....۲: یہ رسالہ شیخ کے حالات پر ایک دھندلہ سا عکس ہے جس طرح شخصیت واضح ہونی چاہیے وہ حق ادا نہیں ہو سکا، علماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ شیخ کے حالات میں دلچسپی لیں تاریخ اہل حدیث کا ایک سنہری باب نور پوری رحمہ اللہ پر قلم کو حرکت دیں۔

تنبیہ نمبر.....۳: خصوصی شمارہ میں میری ڈیوٹی تھی کہ انٹرنیٹ سے شیخ کے متعلق مواد مہیا کرنا ہے، اللہ کی توفیق سے کافی مواد مہیا کیا جس کسی نے لکھا تھا اس کا نام لکھ کر الگ الگ نشاندہی کر کے میل بھیج دی لیکن پروف کے وقت بعض ساتھیوں سے کچھ عبارت میری طرف منسوب ہو گئی اور غلطی سے اصل عبارت کے مصنف کا نام نہ لکھ سکے جو کہ چند سطریں تھیں تو بعض نادانوں نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کی بجائے مجھ پر طوفان بدتمیزی برپا کیا اللہ تعالی ایسے ساتھیوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

والسلام

ابن بشیر الحسینوی الاثری

(مدرس جامعہ امام بخاری قصور)

⑥

بخدمت جناب مولانا محمد عظیم حاصل پوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو اس دنیا فانی سے کوچ کر جانے کے باوجود لوگوں کے دلوں میں زندہ وجاوید رہتی ہیں۔ استاذی المکرّم حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ کا شمار بھی اسی قسم کے انسانوں میں سے ہوتا ہے۔ انکی وفات کے سانحہ فاجعہ سے اہل علم پر جو قیامت ٹوٹی اسکا اندازہ کوئی اور نہیں کرسکتا اور بقول شاعر:

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کے الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارہ

سہ ماہی المکرّم، گوجرانوالہ نے ''حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ'' نمبر شائع کیا ہے جس میں اہل علم نے اپنے احساسات کو الفاظ کا جامہ پہنانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اور یہ صرف مجلّہ المکرّم ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے رسائل وجرائد میں اہل قلم اس قیامت صغری کے شکار نظر آتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ شیخ محترم کی سیرت وسوانح پر قلمکاریاں کررہے ہیں لیکن

ولو قبل مبکاها بکیت صبابة بسعدی شفیت النفس قبل التندم
ولکن بکت قبلی فهیج لی البکاء بکاها فقلت الفضل للمتقدم

یہ شرف المکرّم کو ہی حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اور بروقت یہ کام کیا۔ فجزاهم الله خیرا فی الدنیا والآخرة

آخر میں ادارہ المکرّم سے ایک گزارش ہے کہ اس مجلّہ کو مضبوط جلد بندی کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کرنے کا اہتمام کریں۔ کیونکہ کارڈ کور میں مجلّہ جلد ہی ضائع ہوجاتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابوعبدالرحمٰن محمد رفیق طاہر (مدرس جامعہ محمدیہ ملتان)